درس حدیث

محمد اظہر مدنی

یوم جمعہ-فضائل ومسائل

عن طارق بن شهاب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجمعة حق واجب على كل مسلم فى جماعة الا على اربعة: عبد مملوك، أو امرأة، أوصبى، أو مريض" (ابوداؤد:١٠٦٧،والطبرانی فی الکبیر٣٨٥/ ٨-٣٨٦)

ترجمہ: حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنا واجب ہے سوائے چار لوگوں کے، غلام جوکسی کی ملکیت ہو، عورت، بچہ اور مریض۔

تشریح: اسلام میں جمعہ کے دن کی بڑی فضیلت ہے۔اس کے مقام ومرتبہ کا ذکر قرآن واحادیث میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔جس سے دیگر ایام کے مقابلے میں اس کے امتیازات کا اندازہ ہوتا ہے۔اس کی اہمیت وفضیلت اور مقام ومرتبہ کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سید الایام قرار دیا ہے۔ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذ ر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا ہے (بلکہ اس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ) وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بھی زیادہ عظمت وفضیلت والا ہے۔اور اس کی پانچ خصوصیتیں ہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ نے اس دن یعنی بروز جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (۲)، اسی دن انہیں زمین پر اتارا (۳) اسی دن ان کو فوت کیا (۴) جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمادیتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی حرام کا سوال نہ کر رہا ہو۔اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور مقرب فرشتے، آسمان وزمین، ہوا، پہاڑ، اور سمندر یہ سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے۔حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "**ان من افضل ايامكم يوم الجمعة**" تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے۔اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن تیز اور دل دہلا دینے والی آواز بلند ہوگی۔چنانچہ ہر وہ مسلمان جس پر نماز جمعہ فرض ہے، اسے اس دن کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس کثیر الفوائد عظمتوں سے لبریز، خیرات وبرکات سے بھرپور دن سے مستفید ہونے کے لئے اس دن کی تعلیمات اور آداب کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے اور اس کے مطابق یہ مبارک دن گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کی رات سورہ الکہف کی تلاوت کی تو اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان کی مسافت کے برابر نور کی روشنی ہوجاتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورہ السجدہ اور سورۃ الدھر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔اور بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے لیے آنے کا ارادہ کرے تو وہ غسل کرے۔خوشبو لگانے کا اہتمام کرے، اچھے کپڑے پہنے، سر میں تیل لگائے۔جب نماز جمعہ کا وقت ہوجائے تو بغیر تاخیر جلدی سے مسجد آئے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ**"۔"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن کی نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔یہ بات ذھن نشین رہے کہ پہلی پہر میں مسجد میں آنے کی صورت میں ایک اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے اور جب امام منبر کی طرف بڑھتا ہے تو فرشتے بھی اپنے رجسٹر کو بند کرکے مسجد میں داخل ہوکر خطبہ سننے لگتے ہیں۔تاخیر سے پہنچنے والا شخص خیر کثیر اور اجر عظیم سے محروم ہوجاتا ہے۔نیز آداب جمعہ میں سے یہ بھی ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے تحیۃ المسجد ادا کی جائے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی جائیں اور نہایت ہی خاموشی اور تواضع سے خطبہ کو بغور سنا جائے۔بیہودہ اور لغو باتوں سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے، نماز جمعہ کے بعد سنت کا اہتمام کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس مبارک ساعت کی تلاش میں لگا رہنا چاہئے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔لیکن یہ ساعت بہت مختصر ہوتی ہے۔مختلف احادیث میں مختلف اوقات کا ذکر ہے۔مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ وہ وقت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے کے درمیان تک ہے۔اور ایک حدیث میں ہے کہ عصر کے بعد آخری گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

بہر حال اوقات کی تحدید وتعیین میں کسی کو اختلاف ہوسکتا ہے مگر بروز جمعہ دعاء کی قبولیت کے بارے میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو جمعہ کے دن کی اہمیت وفضیلت کو سمجھنے اور اس کے آداب کے مطابق عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اس دن مسجد میں تاخیر سے پہونچنے یا دوران خطبہ بات کرنے یا دیگر چیزوں میں مشغول رہنے یا اس کے علاوہ جتنی بھی طرح کی کوتاہیاں ہم لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام سے اجتناب کرنے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزارنے اور اس دن کے اجر وثواب اور دعا کی قبولیت کے اوقات سے مستفید ہونے کی خصوصی عنایت مرحمت فرماتے ہوئے کثرت سے درود پڑھنے اور تلاوتِ کلام پاک میں زیادہ وقت لگانے کی توفیق ارزانی فرمادے۔آمین۔وصلى الله على نبينا محمد وسلم تسليما كثيراً ☆☆

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
مکرراتِ صحیح بخاری	۹
زبان کی حفاظت	۱۰
حقیقت خرافات میں کھوگئی!	۱۳
عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: فضائل ومناقب	۱۶
تعارف کتاب ''المرأۃ بین ہدایۃ الاسلام وغوایۃ الاعلام''	۲۲
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۶
اپیل	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک

سالانہ ―――― ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ―――― ۷/روپے
پاکستان ―――― ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

اوقاف، مدارس ومکاتب
حکومت اور ہماری ذمہ داریاں

حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اور اللہ جل جلالہ جو سب سے بڑے اور حکیم حقیقی ہیں ان کا کوئی کام حکمت ودانائی اور خیر وبھلائی سے کیونکر خالی ہوسکتا ہے۔ ان کا حکم بھی اعلیٰ وارفع ہے اور ان کی حکمت بھی نرالی ہے۔ انسان اپنی عجلت پسندی، خود پسندی اور اس کی دی ہوئی ادنی دولت علم وحکمت، صحت وثروت اور سروری وسرداری کے نشے میں اپنی عقل وخرد اور حکمت ودانائی میں کوتاہی اور محدودیت کو سامنے رکھے بغیر بسا اوقات قانون فطرت اور رب کی حکمت میں ہی کیڑے نکالنا اور چھیڑ چھاڑ شروع کردیتا ہے اور یوں وہ بڑے بڑے دھوکے میں پڑ جاتا ہے اور دنیا والوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا ہے اور اس کو خبر تک نہیں ہوتی۔ اس میں اگر اس کی ضد، عداوت، بے جا انتقام اور حسد وکینہ کا بھی دخل ہوجائے تو میزان عدل وانصاف مختل ہوجاتا ہے اور انسان عام حالات سے بھی گر کر قعر مذلت میں پہنچ جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے اپنی کمال حکمت سے دین وشریعت اور ایمان وعقیدہ کی دولت سے بندوں کو مالا مال کیا تاکہ ان کی دینی ودنیوی اور اخروی زندگی اطمینان وسکون، اتحاد واتفاق سے گذر جائے اور زمین میں جھگڑا وفساد نہ پھیلے، اور دین وشریعت بازیچہ اطفال بن کر نہ رہ جائے، مالدار وغریب میں حسد وتحقیر کا معاملہ نہ رہے۔ مادی تفاوت کے باوجود محبت ویگانگت برقرار رہے اور سب ایک دوسرے کی تکمیل اور معاون ثابت ہوں۔ قوموں میں جو مختلف طرح کے طبقاتی، معاشرتی، خاندانی اور مذہبی وجغرافیائی بھید وبھاؤ پیدا کرلئے گئے ہیں اس کے اثرات کم وختم ہوں اور کوئی طبقہ اپنے آپ کو حقیر، مجبور اور بے یار ومددگار نہ سمجھے، اس کے لئے اسلام نے بڑے رہنما اصول بتائے ہیں اور قانون وشریعت بھی نازل کئے ہیں۔ اور اس شریعت واصول کا خلاصہ یہ ہے کہ سرمایہ دار وصاحب اختیار اور مالا مال اور صاحب ثروت بنتا چلا جائے۔ اور غریب خط افلاس سے نیچے گر جائے بلکہ جو کچھ اس کے لئے دان پردان اور صدقہ ووقف ہو وہ بھی زور آوروں اور ساہوکاروں کا ترنوالہ بن جائے۔

دنیا کی ہر سوسائٹی مذہب اور ملک وملت میں فلاحی ورفاہی اور دینی ودھارمک کام کرنے کی روایت رہی ہے۔ اسلام جو انسانیت کا سب سے بڑا

خیر خواہ، اس کا ہمدرد اور انسانیت نواز ہے وہ بھلا ان فلاحی رفاہی اور انسانوں کی بھلائی کے کاموں میں کیسے پیچھے اور خاموش رہ سکتا تھا، اس کے آخری نبی رحمۃ للعالمین اور پیکر اخلاق تو تھے ہی غریبوں، یتیموں کے ملجا، فقیروں کے سہارا، اناتھوں، بیواؤں اور مجبوروں کے مرجع۔ مسافروں اور راہ چلتے لوگوں، مظلوموں کی مدد، داد و فریاد سننے کے لئے ہی مبعوث کئے گئے تھے۔ اور ہر ملک وسماج میں کمزور طبقات اور اشخاص کے کچھ پائدار اور مستقل آمدنی اور تعاون کا ذریعہ بھی چھوڑ اور سکھا گئے تھے۔ آپ کو اس کی طرف مائل کرنے والی سب سے بڑی چیز عقیدہ توحید ورسالت ہی تھی۔ چنانچہ آپ صادق وامین بلسان قوم معروف ومشہور تھے۔ مگر سب گواہی دیتے تھے کہ

انک تحمل الکل وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق

آپ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، اور میزبانی کا حق ادا کرتے ہیں، اور ہر حالت میں مظلوم کے حق کی پاسداری کرتے ہیں۔

ان سب کے باوجود آپ ان سب خیری، رفاہی اور امدادی کاموں کے لئے مستقل ذریعہ آمدنی وقف کی شکل میں بھی دیتے دلاتے تھے چنانچہ کوئی ایسا صحابی رضی اللہ عنہ نہ تھا جو کچھ نہ کچھ اپنی طرف سے وقف نہ کرتا ہو۔ یعنی زر زمین، باغات، محلات وغیرہ اللہ کی راہ میں اس نیت سے دے دینا کہ اس کی اصل باقی رہے اور موقوف علیہ سدا اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ اسلام نے اس بابت بڑی ترغیب وتاکید فرمائی ہے۔ قرآن کریم نے تو یہاں تک کہا کہ سب سے محبوب مال راہ خدا میں نچھاور کردو تب تمہاری نیکی قبول ہوگی۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:۹۲)

اس آیت کے سنتے ہی حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیر حا جو سب سے محبوب مال ان کو ملا تھا اللہ کی راہ میں وقف کردیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آتے ہی دو یتیموں سے جگہ خریدی اس میں مسجد نبوی اور مدرسہ صفہ قائم فرمادیا رہتی دنیا تک اس کے لئے اور اس کو بنانے کی وجہ سے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ حالانکہ آپ بخشے بخشائے ہیں۔ معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقام محمود اور وسیلہ جنت کا سب سے اہم اور اونچا درجہ ومنزلہ عطا فرما رکھا ہے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اوقاف کس کو معلوم نہیں عثمان غنیؓ تو اس باب میں سب سے سبقت کرنے والے تھے۔ مسلمانوں کے لئے مسجد تنگ پڑی تو توسیع کا کام خود کردیا۔ پانی کی ضرورت پڑی تو سب کے لئے عام کردیا۔ جو یہودی پانی پینے سے روک دیتا تھا اس سے خرید کر اس کے لئے اور سب کے لئے بلاتفریق مذہب وملت کیا اپنا اور پرایا سب کے لئے وقف کردیا۔ سواریاں بہم پہنچائیں، راہ الٰہی میں دے دیا غازی ومجاہدین اس پر سواری کرتے حالانکہ یہ سب جنت کی خوشخبری سننے والے اولین لوگ ہیں۔ حضرت جابرؓ کے بقول صحابہ میں کوئی ایسا نہ تھا جسے وہ جانتے ہوں اور اس نے وقف نہ کیا ہو اسی لئے مسلمانوں نے انسانوں مسلمانوں اور حتی کہ جانوروں، چوپایوں، کھیتوں، کھلیانوں سب کے لئے اوقاف چھوڑا، حتی کہ قیدیوں اور حقوق انسانی کے پامال کرکے بدحالی کی زندگی گذارنے والوں کے لئے بھی وقف کرکے کھانے پینے کا بندوبست کیا۔ پل بنوائے، کنویں کھدوائے، راستے بنوائے، سرائے تعمیر کئے، چوکیاں متعین کیں، اس میں راحت وآرام کے اسباب مہیا اور وقف کئے، درخت لگائے، مسافروں کے سروں پر سایہ پھیلا دیا۔ اس کا پھل کھلائے، غلے اپجائے اور بھک مری اور قحط سالی مٹائی، آب پاشی اور سقایہ ورفادہ وعمارہ کے لئے ہزار جتن کئے، رشتہ داروں، عزیزوں اور اپنوں اور غیروں کے لئے ہزاروں، جائیدادیں، عمارتیں راہ خدا میں وقف کردیئے۔ مدارس ومساجد اور علوم وفنون اور ہر طرح کی ملکی وملی تعمیر وترقی کے سامان بہم پہنچائے۔ اس سے اسلامی تاریخ کا ہر ورق اپنا ایک روشن باب رکھتا ہے۔ اس سے فیضیاب وسیراب ہونے میں کوئی تفریق روا نہیں رکھی گئی، حد تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے زندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سارے جتن کئے۔ اور اس پر اپنی آخرت کی منزل ومحل کی تعمیر مکمل کرلی، مگر وہ یہ بھی نہ بھولے کہ انسان جب بے جان ہوجاتا ہے۔ مرجاتا ہے، تب بھی وہ ضرورت مند ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی تجہیز تکفین اور سب سے بڑی چیز تدفین یعنی دنیاوی زندگی سے بھی طویل ترین برزخی زندگی کے لئے بھی مکان تعمیر کرتا ہے اور قبرستان کے لئے زمین وقف کرتا ہے۔ آج آپ مسلم ملکوں خصوصاً اسلامی ملک سعودی عرب وغیرہ میں جاکر دیکھیں حکومت ہر چیز کی ضامن ہے۔ دولت کی ریل پیل ہے۔ قدم قدم پر سرکاری سہولت، دولت خوشحال عوام کے لئے متوفر ہے۔ صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو اس معاشرے میں کوئی ضرورت مند نہیں۔ ادنی مکتب اور نرسری اور روضۃ الاطفال سے لے کر اعلیٰ جامعات اور یونیورسٹیوں تک کا اعلیٰ انتظام حکومتوں نے کر رکھے ہیں۔ مساجد کی کفالت اور مکمل تولیت، ادنی صفائی اور ٹونٹی اور جھاڑو کی خریداری سے لے کر امام حرم کی ضرورتوں کی تکمیل تک حکومت کا کام ہے اور وہ بدرجہ اتم واحسن اس کو پوری بھی کرتی ہیں۔ طرح طرح کے لجان، وزارتیں، مرکز شئون الحرمین سب قائم ہیں، قیدیوں کو ان کی صحت کے مناسب حال قیام وطعام بہتر انتظام وانصرام منجانب حکومت ہے۔ کھیل کے میدان، عیدین کی نماز کے لئے مصلے، مطبخ، حمام، شفاخانے، سرائے خانے، طہارت خانے کے اعلیٰ انتظامات، لنگر خانے، بیت المال، مختلف طرح کے راشن اور امدادی ادارے (الضمان الاجتماعی) شادی

بیاہ، لاوارث بچوں کا وجود نہیں مگر اس کے لئے بھی بندوبست اور سب سے بڑی چیز دعوت وتبلیغ یعنی عوام الناس کو روحانی غذا فراہم کرنے کے لئے واعظ، خطباء، مدارس ومساجد تالاب ویتیم خانے سب کا اعلیٰ واحسن انتظام خود حکومت کے لوگ کرتے ہیں۔

بایں ہمہ وہاں کے بے شمار لوگوں نے ملک وبیرون میں ہزاروں کام اس طرح کے کر رکھے ہیں۔ ایک ایک فرد نے ایسی ایسی اوقاف چھوڑ رکھی ہے جن کی مثال ماضی کے بہت سے بڑے بڑے سنہری ادوار واز مان میں اس انداز اور اس نوع کے ملنے مشکل ہیں۔ ایک ایک آدمی مسلمان امراء وافراد کے اپنے اتنے اوقاف ہیں اور اتنی طرح کے ہیں کہ دنیا حیران رہ جائے۔ کھجوروں کا ایک ایک باغ اس قدر وسیع وعریض اور عمدہ ونفیس ہے کہ قرن اولی کے بادشاہوں، اللہ والوں، بغداد واندلس، زیتونہ ودمشق اور مصر ومغرب ومشرق کی فیاضیوں اور اوقاف کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں کو آج کے دن بھی اپنے آباء واجداد اور مسلمانوں حتی کہ ہندو راجاؤں اور ساہوکاروں کے اوقاف کا بھی صحیح علم نہیں اور نہ ان کی حفاظت ومصرف کا ہی انہیں علم وفکر ہے۔ اور نہ کر پا رہے ہیں۔

ہائے یہ گردشِ دوراں ہمیں لائی ہے کہاں

اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ جسے ہم کو جاننا ضروری ہے۔ وقف خاص ہو یا عام، رفاہ عامہ کے لئے ہو یا خاص طبقہ وجماعت کے لئے۔ مساجد ومدارس ومقابر کے لئے مخصوص ہو اس میں واقف کی نیت اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کا حصول ہو، اور اس میں کسی طرح کا اپنا دعویٰ اور استفادہ اور ملکیت کا زعم تک نہ ہو۔ اس سے واضح ہوا کہ مسلمان نادانی میں ایسی چیزوں کے لئے بھی وقف کر دیتا ہے جو سراسر معصیت کا کام ہے۔ اس لئے معصیت وظلم والے اوقاف درست ولائق تنفیذ نہ ہوں گے۔

وقف کے دیگر شرائط ولوازم اور حدود وقیود اور احتراز واحتیاط کے ساتھ بنیادی چیز منشأ وقف ہے واقف کے منشا اور اس نے جس غرض کے لئے وقف کیا ہے، بلاضرورت شدیدہ اور اضطرار اس کو عام کر دینا اگر وہ عام نہیں ہے تو درست نہیں ہے۔ اسی طرح متولی کے اختیارات، انتظامات اور اس میں شرعی تصرفات جو واقف کی نیت، منشا اور شریعت کے احکام کی روشنی میں ہو کے علاوہ کسی بھی طرح کا تصرف جائز نہیں ہے۔ آج وقف بورڈ اور متولی حضرات کو بھی اپنا جائزہ لینا اور محاسبہ کرنا چاہیے۔ جو وقف جائدادوں کی آمدنی منمانے مصارف میں صرف کرتے ہیں۔ بلکہ جائدادوں کو منمانے طور پر بیچ دینے کے لئے مختلف حیلے بہانے اپناتے ہیں۔

گذشتہ دنوں وقف سے متعلق ۲۰۲۴ جو ترمیمی بل حکمراں جماعت لے کر آئی ہے۔ اس سے اوقاف کی دگرگوں حالت کو مزید گوشۂ گمنامی اور حیز ناکامی اور بسا اوقات نیلامی اور بے دامی کی حالت میں کوڑیوں کے بھاؤ بکنے کے لئے بازار میں پہنچا دے گا۔ اور اس کو وقف کے مقاصد، واقفین کے منشا اور مسلمانوں کی حاجت وضرورت جو روز افزوں اور کثیر ہے سے دور اور بے فیض کر دے گا۔ اس میں بعض ترمیمات اوقاف کی موجودہ حالت اور وضع دیکھ کر ناگزیر اور مفید بتایا جا رہا ہے۔ لیکن دیگر ترمیمات ایسی ہیں جس سے وقف کے مقاصد متاثر ہوتے ہیں اور وقف میں تجاوزات تصرفات اور مداخلات بڑھ جاتے ہیں اور ماہرین کا یہاں تک کہنا ہے کہ مسلمانوں کے اس کسمپرسی کے عالم میں وقف اور اوقاف سے جو بچا کچھا فائدہ پہنچ رہا ہے اور جو ان کی اس میں حصہ داری یا ذمہ داری تھی اور وہ دین وشریعت کے مطابق برتنے کی صلاحیت واختیار رکھتے تھے وہ سب متاثر یا ختم ہوتا صاف صاف دکھائی دے رہا ہے۔

مثلاً ۱۹۹۵ کے وقف ایکٹ میں یہ باضابطہ وضاحت ہے کہ رفاہی کاموں میں وقف کی آمدنی اسلامی قانون کے مطابق خرچ کی جائے گی جبکہ موجودہ بل میں اس کی جگہ مرکزی حکومت کر دیا گیا ہے جس سے وقف کے سارے احکام ومسائل ختم ہوگئے اور وقف کا منشا بھی ختم ہوگیا اور حکومت اور اس کے کارکنان جو اس ترمیمی بل کی رو سے کلکٹر کو ہی سارے اختیارات تفویض کر دیئے ہیں کا منشا ومطلب پورا ہوگا۔ گویا وقف وقف ہی نہ رہا اور وقف کے مقصد کے خلاف ہوگیا۔ واقف کی طرف سے متولی کی تعیین اگر مکتوب شکل میں ہے تو ٹھیک ورنہ زبانی طور پر بنایا گیا متولی متولی نہ رہا حالانکہ اعتبار نیت اور زبان کا ہوتا ہے جو حسب ضرورت وتاکید مکتوب ومسجل بھی ہوتا ہے۔ ایک بات اور بہت عجیب واہم ہے کہ زبانی وقف کا اعتبار نہیں۔ اس سے بہت سے اوقاف جن کے کاغذات نہیں ہیں یا گم ہیں دست برد زمانہ کے شکار ہیں وہ سب کس کھاتے میں ڈالے جائیں گے؟ اللہ ہی بہتر جانے جبکہ ۱۹۹۵ء ایکٹ میں زبانی وقف کو معتبر مانا گیا ہے۔ ایک اور عجیب مسئلہ اور ترمیم ہے کہ واقف کا وقف کرتے وقت پانچ سال پرانا مسلمان ہونا ضروری ہے حالانکہ وقف کرنے والا غیر مسلم بھی ہوسکتا ہے۔ تو گویا اب نہ غیر مسلم کا وقف کیا ہوا معتبر ہوگا اور اس واقف کا وقف معتبر ہوگا جو پانچ سالہ پرانا مسلم نہ ہو۔ اور یوں یہ بل قدیم اوقاف کے سلسلہ میں بے شمار مسائل کھڑا کر دے گا۔ اور بہت سے وقف جائدادوں کو ثابت اور برقرار رکھنا اور اوقاف ماننا مشکل ہوجائے گا۔ یہ اور اس کے علاوہ بہت سے سوالات واعتراضات اس بل پر وارد ہیں۔ حکومت کو دستور ہند، اقلیتوں کے حقوق، مسلمانوں کو دی گئی دستور میں مذہبی ودینی آزادی، عدل وانصاف اور اپنی عوام کے حقوق کا پاس ولحاظ اوان کی ضرورتیں اور خود اپنی اہم ترین ذمہ داریوں کو اس

جمہوری ملک اور ترقی یافتہ دور میں مساوات، ہمدردی اور انصاف کی بنیاد پر ادا کرنا چاہیے۔

اس ترمیم کا ایک حصہ وقف کے معاملات سے متعلق اختیارات کا ارتکاز واحتکار کلکٹر کے پاس ہوگیا ہے۔ حکومتوں کی طرف سے وقف بورڈ کے ذمہ داران متعین ہوتے ہیں شریعت کے پابند بھی ہوتے ہیں حکومت کے یہاں جواب دہ بھی ہیں خود عوام اور قوم کی نظروں میں بھی ہوتے ہیں گویا قانون، حاکم وسلطنت، عوام دین اور اخلاق ومروت سب سے بندھے ہوتے ہیں۔ پھر بھی کبھی کبھی وقف املاک میں ان کے تصرفات وقف جائدادوں کے ساتھ انتہائی نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اب جبکہ کلکٹر کو قانونی طور پر اتنے سارے اختیارات حاصل ہوجائیں گے اور ان تک پہنچنا بھی مشکل ہوتو پھران اوقاف کا اللہ ہی مالک ہے۔ آخر ہماری حکومت کی اتنی بڑی کاوش وترمیم کا حاصل کیا ہے۔ خصوصاً جبکہ وقف جائدادوں اوراس کی آمدنی میں خرد برد کرنے والوں کی سزا کو بھی ہلکا کردیا گیا ہے۔ یہ اوراس طرح کے مسائل پوری ذمہ داری سے حکومت غور کرے یہ سارے مسلمانوں اور انصاف پسندوں کا مطالبہ ہے۔ مسلم پرسنل لا بورڈ اور دیگر قانون دانوں اور ممبران پارلیمنٹ کی بڑی تعداد نے اس بل کو واپس لینے کی پرزور مانگ کی ہے۔ اسے سمجھنا چاہیے اور درخور اعتنا ہونا چاہیے اور حتمی طور پر روک دینا چاہیے اور جلد از جلد واپس لے لینا چاہیے۔

اور مسلمانوں کو دین وشریعت اپنے مقصد اور اوقاف واملاک کے سلسلہ میں تمام طرح کی کوتاہیوں خصوصاً شعائر دین اور اوقاف کے بارے میں اب تک کی جو غلطیاں، فروگذاشتیں، زیادتیاں، خامیاں وخیانتیں اور بے ایمانیاں سرزد ہوتی رہی ہیں اس سے تائب ہونا چاہیے۔ اوقاف کے ذمہ دار مسلمان یا حکومتیں یا حکومتی افسران وممبران نے ماضی میں جو خدمات انجام دی ہیں اور قربانیاں پیش کی ہیں اس کی ہمت افزائی وقدردانی ہونی چاہیے۔ اور ان کے واقفین ومحبین کے جذبات، خدمات اور ایثار وقربانی اور ملت کے تئیں فکرمندی کے صلے میں جو اوقاف جس منشا ومقصد سے کرتے رہے ہیں، اور اجر وثواب وصدقہ جاریہ ہونے کی امید پر کرتے رہے ہیں۔ اس میں اضافہ اوراس کو مفید تر بنا کر سبکدوش ہونا چاہیے کیونکہ اس میں خرد برد یا کسی طرح کا غلط تصرف اور ذاتی فائدہ واستحصال عظیم جرم ہوگا۔ اوراس کی جواب دہی دنیا وآخرت میں انتہائی کٹھن مشکل اور عذاب شدید کی موجب ہوگا۔ ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے ملک وملت کی زبوں حالی، بدحالی، انحطاط وتنزلی میں ہماری یہ کوتاہی اور اوقاف کے خرد برد میں حصہ داری ناقابل معافی جرم ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

اس لئے حکومتوں سے اس طرح کی ترمیمات جو وقف کی معنویت وافادیت اور مقصدیت ومنشا کو ختم یا کم کرنے والے ہوں سے باز رہنے اور نظر ثانی کرنے کا پرزور مطالبہ ہے۔ وہیں مسلمانوں کو بھی اپنا سخت محاسبہ کرنا چاہیے اور اپنے رویہ اور کردار پر غور کرکے اس روش سے باز آنا چاہیے۔ اور اوقاف کی حفاظت اوراس کو کارآمد ومنشاوقف کے مطابق جدوجہد کرکے ملک وملت اوراس کمزور وپسماندہ قوم کی تعمیر وترقی میں صرف کرنا چاہیے اور اسے بسا غنیمت سمجھنا چاہیے۔ ورنہ ہم کو وقت اور آنے والی ہماری نسلیں معاف نہیں کریں گی۔ اور اللہ جل جلالہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکیں گے۔ وان بطش ربک لشدید

....

مدارس اسلامیہ کا قیام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کی تاسیس وقیام فرض کفایہ ہے تو دیگر حیثیات تعمیر وآبادکاری اور تعاون وترقی اور حفظ وبقا کے اعتبار سے فرض عین ہے۔ اور ہر طبقہ اور اصحاب واہل ادیان کے لئے اپنے دین پر قائم رہنا اوراس کے لئے جتن کرنا اس کا بنیادی حق ہے۔ حقوق اطفال اور حق تعلیم RTE2009 کے حوالہ سے اتنی بڑی آزادی اور بنیادی حق کو ختم کردینا اوراس پر یوپی وغیرہ بعض صوبوں کا سرکلر، آرڈر اور جبری طور پر مکاتب ومدارس کو ختم کردینا اوران کے نونہالوں کو منمانے طور پر کسی اسکول میں ڈال دینا قوانین اخلاق اور حقوق اور آزادی کو متاثر کرنا اور امتیاز برتنا ہے۔ شاید ہمارے ان حکمرانوں کو معلوم نہیں یا دانستہ طور پر ایسا کیا جاسکتا ہے تو ایک سیکولر ملک میں اس قدر شخصی اور اقلیتی حقوق کی پامالی اچھی بات نہیں، عظیم جمہوریت کا جو بجا طور پر بلند وبانگ دعویٰ ہمارا تھا اور ہم دستور سے لے کر اس کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد ہونے دینے کے مدعی ومفتخر تھے اب اقوام عالم کے سامنے ہمیں یہ تضاد شرمندہ نہ کردے۔ بلفظ دیگر دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور سیکولرزم کی قلعی اپنے میں سے چند افسران وحکمران کا رویہ کھول کر رکھ دے گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ بار بار ایسے اقدامات بعض ذمہ داران کی طرف سے ایسی منطق سے کئے جارہے ہیں جو انتہائی غیر ذمہ دارانہ بلکہ دنیا کہنے لگی ہے کہ معاندانہ اور عاقبت نااندیشانہ بھی ہے، مذہبی ومسلکی آزادی جو دستور نے بنیادی طور پر سب کو دے رکھی ہے اور وہ واضح اور دوٹوک ہے بنیادی حق اور ہر شہری کی شخصی آزادی کے بھی عین مطابق ہے۔ لیکن کس طرح اسے یکساں سول کوڈ کے نام پر ختم وکالعدم کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ اس سے بھی کہیں زیادہ لمحۂ فکریہ بلکہ المیہ پورے مدارس ومکاتب میں بچوں کے حق تعلیم کے نام پر بنیادی، اخلاقی اور اصلی تعلیم سے روکنا بھی ہے۔ مسلم پرسنل لا نے جماعتوں، جمعیتوں اور مدارس وشخصیات کے مشورہ سے جو طے کیا ہے کہ ہم اس کے خلاف بیان جاری کریں گے۔ چیف سکریٹری آف یوپی کو خط لکھیں گے، حکومت کی توجہ مبذول

کرائیں گے، وزیراعلیٰ سے ملیں گے، قانونی چارہ جوئی کریں گے، پرامن احتجاج ضرورت پڑی تو کریں گے اور مستقل آواز اٹھاتے رہیں گے۔اوران حقوق کی بحالی کے نام پرنئی نسل کوان کے سب سے بنیادی حقوق سے محروم نہیں کرنے دیں گے۔اور ہماری کوششیں محسن اورصالح ملک ومعاشرہ اوراس کی تعمیر وترقی کے لئے بچوں کے بنیادی حق اور روحانی تعلیم سے محروم نہیں ہونے دیں گے۔وطن پرسب سے کٹھن وقت تحریک آزادی میں قربانی سے لے کرآج تک تمام میدانوں میں ایماندارانہ مخلصانہ والہانہ اور بے لوث وبے غرض خدمات پیش کرنے والے ان علماء اور دینی تعلیم حاصل کرنے والوں سے زیادہ کسی نے قربانی نہیں دی ہوگی۔اس خالص مادی دور میں دنیاداری اور سودہ بازی والے ماحول میں کاروباری وچمکتاری کے زمانہ میں یہی ایک طبقہ ملک ومعاشرہ کے لئے سب سے خالص جذبے کے ساتھ کوئی بھی کام کرتا ہے۔بلکہ سب سے بنیادی کام جس سے ملک اور ملک کے اثاثے بندر بانٹ اورلوٹ کھسوٹ سے بچتے اور بچاتے ہیں۔پوری ایمانداری اور امانت داری سے ریاکاری وخالص شکم پروری اور سرمایہ داری ،رشوت خوری، کالابازاری اور ہرطرح کے کرپشن سے بچتے ہی نہیں بچانے کا کام یہی گروہ کرتا ہے۔پھروہ کہیں بھی ملک پر بوجھ نہیں۔نہ نوکری اورنہ روزی روٹی کے نام پر ہڑتال وہڑبونگ بھی نہیں کرتا۔ معاشرہ کے ناسور اور ملک میں ہٹلر بازی کرنے والے نہیں۔بلکہ بنیادی انسانی حقوق کی حفاظت کرنے والے یہی دینی تعلیم سے وابستہ لوگ ہیں۔نفرت عداوت لوٹ کھسوٹ دنگاوفساد ہلٹر وہڑتال سے پاک ہی نہیں ان سب کوروکنے میں بنیادی اور اصلی رول ادا کرتے ہیں۔پولس اور اینٹلی جنس جرائم سے بل اورطاقت کی بنیاد پرروکتے ہیں اور یہ لوگ دلوں کی دنیابدل دیتے ہیں۔اورحقیقی ایماندار اورصالح ومصلح شہری بناتے ہیں۔ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک قوم کی آنکھوں کا تارا معاشرے کے دلارا۔اورسب کا پیارا یہی لوگ بن کر جینا سیکھتے ہیں اورسکھاتے ہیں۔ہم نے آج تک ہرایک مدرسہ اورمکتب میں پڑھنے والے طلبہ کواحترام والدین اورحقوق العباداداکرنے سے لے کرذاتی زندگی بہتر اورقناعت پسند اورایماندار اورفارغ البال ہونے میں مثالی دیکھا ہے۔ان کے ساتھ اوران کے تربیت کدوں کے ساتھ ایسا کچھ ہورہا ہے یہ ہماری بدقسمتی اورلمحۂ فکریہ ہے۔

پھرسوال یہ ہے کہ حکومتوں کے حقوق الاطفال اورحق تعلیم پرکروڑوں خرچ کرنے ،طرح طرح کے جتن کرنے اورلائق تعریف اقدامات کرتے رہنے کے باوجود لاکھوں بچے ابتدائی بنیادی تعلیم سے کیوں محروم ہیں۔بہت سے بچے اسکول نہیں گئے۔آخران کی فکر کیوں نہیں ہے۔ایک گاؤں میں پانچ صد بچے ہم نے دیکھا ہے۔دوصد بچے مکتب میں صباحی مسائی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سومشکل سے اسکول جاتے ہیں خصوصاً مسلمانوں کے بچے بقیہ اسکول کا منہ بھی نہیں دیکھتے۔نہ مکتب نہ مدرسہ نہ اسکول بتاؤ ہمارے حق تعلیم کا دعویٰ اور حقوق الاطفال کی ادائیگی کے نام پر جو بنیادی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔اس سے محروم کردینا کیا معنی رکھتا ہے۔پھر ہمارے اسکولوں کا جوحال ہے۔وہ کسی پرمخفی نہیں ہے۔ایک پرکشش چیز غریب بچوں اورگارجین کے لئے میڈڈے میل، دوپہر کا کھانا ایک اچھی خبر تھی مگر اس کی تنفیذ کے طریقے نے تعلیم وتربیت اور ماحول کو جتنا چوپٹ کیا ہے وہ بھی لمحۂ فکریہ ہے۔مدرسین خصوصاً ریڑھ کی ہڈی صدرالمدرسین ہیڈ ماسٹر صاحب کی کل صلاحیت عنایت اور توجہ اب بچوں کی ناقص جسمانی غذا کی فراہمی ونگرانی تک محدود ہوتی چلی جارہی ہے۔اوروہ اسی میں سرگرداں وجواب دہ ہیں۔حق تعلیم روحانی اورعلم کی غذا تواب ان سے روٹھتی چلی جارہی ہے کوئی اس کا صحیح ایماندارانہ تحلیل وتجزیہ کرکے حساب بے باق کرنے والانہیں ہے۔

الغرض مدارس کو بانجھ قرار دینا اس کی تعلیم کوحق تعلیم سے محروم قرار دینا اور جبری طور پر اسکولوں میں ڈال دینا اور مدارس ومکاتب کوحیلے بہانے سے بندکردینے پرمجبور کردینا جبکہ وہ خود کسمپرسی کے عالم میں چلتے ہیں۔آپ سے کچھ مانگتے بھی نہیں ان کے ساتھ ایسا رویہ ہماری منفی سوچ اورغلط پالیسی کا خیال دلاتا ہے۔قوم کے نونہالوں، مستقبل کے جیالوں اورکل کے مردمیدانوں کے بارے میں سوچ سمجھ کراقدام کی ضرورت ہے۔ہماری اپنی تمام حکومتوں سے یہی مخلصانہ وخیرخواہانہ ناصحانہ اورمودبانہ وجرأت مندانہ اورمخلصانہ پرزورمطالبہ ہے کہ اس آرڈر اوربل کوسموچا واپس لیا جائے۔

آپ کومعلوم ہونا چاہیے کہ ابھی ۱۵/اگست کوآزادی کے نام پر اکثر تعلیم یافتہ حضرات آزادی کے متوالے جشن منائیں گے اور چراغاں کریں گے۔آزادی کے نام پرہرطرح کی حق تلفی کریں گے اوراپنے اپنے حقوق جتائیں گے۔مگرحب الوطنی اورآزادی کا حقیقی درس جو ہمارا ملک ومعاشرہ اور آزادی قول وکردار چاہتا ہے وہ ان مکاتب ومدارس کے آغوش تربیت میں پلنے والے ہی کہے اور کریں گے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں
ہمارا ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
یہی گنگناتے ہیں۔

بلادی بها نيطت علی تمائمی
واول أرض مس جلدی ترابها

جیسے جنم بھومی سے محبت کے قصیدے بھی گائیں گے۔

بلادی وان جارت علی عزیزة

واهلی وان ظنوا علی کرام

اپنے ہی وطن میں مظلوم وغریب رہ کر بھی اسے دل وجان سے عزیز گردانیں گے۔اور ہم اپنوں کی تنگ دلی اور تنگ دستی دکھانے کے باوجود انہیں شریف وکریم باور کریں گے۔کسی خارجی وباہر کے آدمی سے سودا نہیں کریں گے۔

وطن حبیب میں بعض نادانوں اور ناعاقبت اندیش کی وجہ سے نرم گرم حالات درپیش ہونے کے پاداش میں متاثرین ومظلومین بھائیوں کو محبت کا سبق پڑھائیں گے ،نصیحت کریں گے کہ وطن اپنا ہے اور ہر حال میں عزیز ہے۔اس سے تعلق خاطر رکھو اور وطن اور آباء واجداد کے چمن پر فخر کرو اور دنیا جہان کی رعنائیوں اور دلفریب باغات ندیوں پر ترجیح دے کر خوش وخرم رہو۔

قولوا لمن ذم الديار وعشقة

فی غربة الاوطان والاسفار

لوان کل الارض صارت جنة

الادياری بلقع و صحار

لوددت ان القی بها، متشبتا

فی ظل روث آمن فی دار

قسم برب البيت عيش آمن

خير من الجنات والانهار

ہم کو عربی ادب،شعروسخن جو مدارس ومکاتب کا طرۂ امتیاز ہے۔ان نظموں کے ساتھ نثر میں بھی یوں پڑھایا جاتا ہے:

ان وطنكم لكم هو الغالی الحبيب من المهد الی اللحد فانظروا فيه بنظر العطف والمحبة، وشاركوا فی بنائه، وطن لا نشارک فی بنائه لا نستحق العيش فی فنائه، وطن يعطينا ولا نعطيه هذا هواالظلم بعينه.

اور ہم نے آباواجداد ،سلف صالح سے اس ہندوستان کو اپنا سب کچھ بنانے والوں اور اس کے لئے خون جگر جلانے اور جسم وجان کو کھپانے والوں نے یہی سبق لیا تھا اور انہوں نے یہی سبق سکھایا تھا اور اب یہی آموختہ ہمیشہ دہراتے رہیں گے۔

نبنی کما کانت اوایلنا

تبنی، ونفعل مثل ما فعلوا

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۹ کا)

نمبر(۴۳۵۲) فتح الباری (۶۹/۸)(۷)حدیث نمبر(۱۷۱۲) فتح الباری(۵۵۳/۳) ومکرر:حدیث نمبر(۱۷۱۴) فتح الباری (۵۵۴/۳) (۸)حدیث نمبر (۲۳۱۱) ، فتح الباری (۴۸۷/۴)، ومکرر: حدیث نمبر(۵۰۱۰) فتح الباری(۵۵/۹)(۹)حدیث نمبر (۲۳۴۸)، فتح الباری (۲۷/۵)، ومکرر:حدیث نمبر (۷۵۱۹) ، فتح الباری(۴۸۷/۱۳)(۱۰) حدیث نمبر (۲۷۷۶)، فتح الباری (۴۰۶/۵)، ومکرر:حدیث نمبر (۳۰۹۶)، فتح الباری (۲۰۹/۶)(۱۱) حدیث نمبر (۲۸۸۱)، فتح الباری (۸۹/۶) ،ومکرر:حدیث نمبر(۱۷۴۰)، فتح الباری(۳۶۶/۷)(۱۲)حدیث نمبر(۲۹۰۴)، فتح الباری (۳۶۶/۷)، ومکرر:حدیث نمبر(۴۸۵۵)،فتح الباری(۶۲۹/۸)(۱۳)حدیث نمبر(۳۱۵۳)،فتح الباری (۲۵۵/۶)، ومکرر :حدیث نمبر(۵۵۰۸)، فتح الباری (۶۳۶/۹)(۱۴)حدیث نمبر(۳۱۶۶)، فتح الباری(۲۶۸/۶)، ومکرر:حدیث نمبر(۶۹۱۴) فتح الباری (۲۵۹/۱۲)(۱۵) حدیث نمبر (۳۳۹۱) ، فتح الباری (۴۲۰/۶)، ومکرر: حدیث نمبر (۷۴۹۳)، فتح الباری (۴۶۴/۱۳)(۱۶)حدیث نمبر(۳۶۲۲)، فتح الباری (۶۲۷/۶)، ومکرر:حدیث نمبر (۳۹۸۶)، فتح الباری (۳۰۷/۷)(۱۷)حدیث نمبر (۳۹۸۲)، فتح الباری (۳۰۴/۷)، ومکرر:حدیث نمبر(۶۵۵۰)، فتح الباری (۴۱۵/۱۱)(۱۸)حدیث نمبر (۳۹۹۵)، فتح الباری (۳۱۲/۷)، ومکرر:حدیث نمبر(۴۰۴۱)، فتح الباری (۳۴۸/۷)(۱۹)حدیث نمبر (۱۴۸۵)، فتح الباری (۱۷۰/۸)، ومکرر:حدیث نمبر(۷۳۶۲) فتح الباری (۳۳۳/۱۳) و(۵۱۶/۱۳)(۲۰)حدیث نمبر (۶۴۹۷)، فتح الباری (۳۳۳/۱۱) ومکرر:حدیث نمبر ۷۰۸۶)، فتح الباری (۳۸/۱۳)(۲۱)حدیث نمبر(۶۹۰۳) فتح الباری (۲۴۶/۱۲)، ومکرر:حدیث نمبر (۶۹۱۰) فتح الباری (۲۶۰/۱۲)(۲۲)حدیث نمبر (۲۳۶۹) فتح الباری (۴۳/۵) ومکرر:حدیث نمبر (۷۴۴۶)، فتح الباری (۴۲۳/۱۳)(۲۳)حدیث نمبر(۲۶۵۲)، فتح الباری (۲۵۹/۵) ومکرر:حدیث نمبر (۳۶۵۱)، فتح الباری (۳/۷)(۲۴)حدیث نمبر (۳۶۲۵)، فتح الباری (۶۲۸/۶)، ومکرر:حدیث نمبر (۳۷۱۵) فتح الباری (۸۷/۷)(۲۵)حدیث نمبر (۴۷۰۱)، فتح الباری (۳۸۰/۸)، ومکرر:حدیث نمبر (۷۴۸۱) فتح الباری (۴۵۳/۱۳)(۲۶)حدیث نمبر (۶۰۲۸) ،فتح الباری (۴۵۱/۱۰)،ومکرر:حدیث نمبر(۷۴۷۶)،فتح الباری(۴۴۸/۱۱)

قارئین باتمکین سے گذارش ہے کہ مذکورہ مکررات صحیح بخاری کے علاوہ صحیح بخاری میں مزید ایسی مکرر حدیثیں ان کی نظر میں ہوں تو راقم الحروف کو مطلع کرنے کی زحمت فرمائیں گے، تاکہ ان کا بھی اضافہ کیا جاسکے۔ والتقدم الیکم بخالص الشکر والتقدیر وجزاکم اللہ احسن الجزاء ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی، مئو

مکرراتِ صحیح بخاری

نبی امی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور خاص جوامع الکلم کی خوبی سے نوازا، چنانچہ آپ کا کلام قدسی نظام مختصر، سادہ، صاف اور معانی کا خزینہ اور ہدایت کا گنجینہ ہوتا ہے، ایک ایک حدیث نبوی دین ودنیا کے متعدد امور ومسائل کے بیان پر حاوی ہوتی ہے، اسی لئے بکثرت ایسا ہے کہ کتب احادیث میں ایک حدیث متعدد ابواب اورعناوین وتراجم کے تحت مروی ہوتی ہے، لیکن یہ تکرار بے فائدہ اور مجرد تکرار نہیں ہوتی، بہت سے فنی وفقہی فوائد ونکات پر مشتمل ہوتی ہے۔

تمام کتب احادیث ودواوین سنت کی طرح جامع صحیح بخاری میں بھی یہ تکرار پائی جاتی ہے، بکثرت حدیثیں ایک سے زائد ابواب وتراجم کے تحت مکرر روایت کی گئی ہیں۔ چنانچہ اس میں بلاتکرار احادیث نبویہ کی تعداد (۲۵۱۳) ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری شرح صحیح بخاری'' میں ''کتاب الایمان باب کفران العشیر'' (فتح الباری ۱/۸۴)، اور آخر کتاب التوحید (فتح الباری ۱۳/۵۴۳) میں تصریح وتوضیح فرمائی ہے، جب کہ صحیح بخاری میں احادیث نبویہ کی تعداد تکرار کے ساتھ کم وبیش (۹۰۸۲) تک پہنچتی ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری (ص ۴۶۹) میں محقق فرمایا ہے۔ تاہم امام بخاریؒ مجرد تکرار سے ہرممکن احتراز کرتے ہیں، ایک ہی حدیث ایک ہی سند ومتن سے مکرر روایت نہیں کرتے۔ یا سند کلی یا جزئی طور پر مختلف ہوتی ہے، یا متن میں قدرے اختلاف ہوتا ہے، کسی میں کوئی زیادتی ہوتی ہے، کوئی مختصر ہوتی کوئی مطول ہوتی ہے، وغیرہ، بہت کم ایسا ہے کہ ایک ہی حدیث بعینہ ایک سند ومتن سے مکرر ایک سے زائد مقامات وابواب میں مروی ہو۔

جامع صحیح بخاری میں ایسی احادیث جو ایک ہی سند ومتن سے مکرر ایک سے زائد مقامات میں ایک سے زائد ابواب وتراجم کے تحت مروی ہیں، ان کی تعداد بعض اہل علم کے استقراء وتفحص میں کم وبیش چھبیس (۲۶) ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ''ارشاد الساری شرح صحیح بخاری'' (۱/۲۵) میں بیان فرمایا ہے کہ انھیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا تحریر کردہ ایک ورقہ دستیاب ہوا جس میں اکیس (۲۱) ایسی حدیثوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو صحیح بخاری میں ایک ہی سند ومتن سے مکرر مروی ہیں، حافظ ابن حجر نے ہر حدیث کا ابتدائی ٹکڑا ذکر کرکے، کتاب یا باب یا دونوں کی نشاندہی کردی ہے جس میں وہ حدیث مروی ہے، پھر علامہ قسطلانی نے مزید ایک ایسی حدیث کی اسی طرح نشاندہی کی ہے۔

کویت کے ایک معروف عالم وباحث ڈاکٹر شیخ محمد بن ناصر العجمی حفظہ اللہ نے علامہ شیخ عبدالحق عبدالواحد ہاشمی (پاکستانی ثم مکی) متوفی ۱۳۹۲ھ کے ایک رسالہ ''عادات الامام البخاری فی صحیحہ'' کی تحقیق وتعلیق میں ایسی چند مزید احادیث کی نشاندہی فرمائی ہے۔

ناچیز راقم الحروف نے ان سب احادیث مکررہ کو مواضع حدیث: کتاب ...، باب ....، نیز رقم الحدیث اور فتح الباری کے جلد وصفحہ کی تعیین کے ساتھ ایک رسالہ میں جمع کیا ہے، اور افادۂ عام کے لئے ان حدیثوں کا ترجمہ اور حسب ضرورت مختصر تشریح بھی کی ہے، صحیح بخاری کا یہ گوشہ بھی قابل توجہ ہے، صحیح بخاری پڑھنے پڑھانے والوں کو اس کو بھی نظر میں رکھنا خالی از فائدہ نہ ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ رسالہ مکتبہ نعیمیہ، مئوناتھ بھنجن کے اہتمام میں زیر کتابت ہے، امید ہے کہ چند مہینوں میں کتابت وطباعت کے مراحل سے گذر کر دستیاب ہوسکتا ہے، واللہ تعالیٰ ہوالموفق۔ یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے، اول مکررات صحیح بخاری، دوم ثلاثیات صحیح بخاری۔

زیرنظر مضمون میں ان احادیث مکررہ کے صحیح بخاری میں نمبرات، اور فتح الباری کے جلد وصفحہ کی نشاندہی کی جاتی ہے، تاکہ باذوق قارئین بروقت ان مکررات کو دیکھنا چاہیں تو ان مقامات میں دیکھ سکتے ہیں۔

(۱) حدیث نمبر (۳۱)، فتح الباری (۱/۸۴) ومکرر: حدیث نمبر (۶۸۷۵)، فتح الباری (۱۲/۱۹۲) یہ حدیث دونوں جگہ ایک ہی سند ومتن سے مروی ہے۔ (۲) حدیث نمبر (۳۱۰)، فتح الباری (۱/۴۱۱)، ومکرر: حدیث نمبر ۳۰۳۷، فتح الباری (۴/۲۸۱)، یہ حدیث دونوں جگہ ایک ہی سند ومتن سے مروی ہے، آئندہ اس کی تصریح نہیں کی جاسکے گی، صرف نمبرات اور فتح الباری کے جلد وصفحہ کی نشاندہی پر اکتفا کیا جائے گا۔ (۳) حدیث نمبر (۴۶۵)، فتح الباری (۱/۵۵۷)، ومکرر: حدیث نمبر (۳۶۳۹) فتح الباری (۶/۶۳۲) (۴) حدیث نمبر (۵۰۹) فتح الباری (۱/۵۸۱)، ومکرر: حدیث نمبر (۳۲۷۴)، فتح الباری (۶/۳۳۵) (۵) حدیث نمبر (۱۰۱۰)، فتح الباری (۲/۴۹۴)، ومکرر: حدیث نمبر (۳۷۱۰)، فتح الباری (۷/۷۷) (۶) حدیث نمبر (۱۵۵۷)، فتح الباری (۳/۴۱۶)، ومکرر: حدیث

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

زبان کی حفاظت

ابوحمدان اشرف فیضی، رائیدرگ

زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں ایک عظیم نعمت زبان ہے، ہمارے جسم میں یہ بظاہر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، مگر اس کی بڑی اہمیت ہے، مافی الضمیر اور ہمارے جذبات واحساسات کے اظہار کا آلہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ''کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے) (البلد: ۸-۹)

اس کا استعمال خیر وشر دونوں میں ہوتا ہے، اس کا صحیح استعمال کر کے ہم دنیا وآخرت میں عزت وسرخروئی حاصل کر سکتے ہیں اور اس کا غلط استعمال کر کے ہم دارین میں ذلت ورسوائی کے مستحق ہو سکتے ہیں، زبان باعث سعادت بھی ہے اور باعث شقاوت بھی، حدیث رسول ہے: ايمن امرى وأ شأمه ما بين لحييه (صحیح ابن حبان: ۵۷۱۷، السلسلۃ الصحیحۃ: ۱۲۸۶، صحیح الجامع: ۲۶۶۲)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی انتہائی بابرکت اور انتہائی منحوس چیز اس کی زبان ہے۔ اور ہمیں اس بات کو نہیں بھولنا چاہیے کہ ہم جو بھی بات کرتے ہیں بلکہ ہماری زبان سے جو بھی لفظ نکلتا ہے اسے فرشتہ لکھ لیتا ہے، اگر وہ بات اچھی ہے تو ہمیں آخرت میں اچھا بدلہ ملے گا اور اگر وہ بات بری ہے تو ہماری گرفت ہوگی، لہٰذا بہت سوچ سمجھ کر زبان کھولیں، مشہور بات ہے کہ پہلے تولو پھر بولو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ''(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا: ''یقیناً تم پر نگہبان عزت والے، لکھنے والے مقرر ہیں، جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔'' (الانفطار: ۱۰-۱۲)

اسی لئے کتاب وسنت میں کثرت سے زبان کی حفاظت اور اس کے صحیح استعمال پر کافی زور دیا گیا ہے اور زبان کی آفتوں اور برائیوں سے ڈرایا گیا ہے۔

بعض آیات ملاحظہ فرمائیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ کیوں کہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔ (الاسراء: ۳۶) اور فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب: ۷۰-۷۱) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔ اسی طرح ارشاد ہے: وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (الاسراء: ۵۳) ''اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے! کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیوں کہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

فرمان باری تعالیٰ ہے: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ: ۸۳) ''اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا۔''

حدیث میں ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

زبان کی خطرناکی: زبان کے استعمال میں کافی محتاط رہنا چاہیے، معمولی سی غفلت اور بے اعتدالی بھی ہمارے لئے ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے، حدیث نبوی ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اللہ کی رضامندی کے لئے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری ۶۴۷۸)

دوسری حدیث میں ہے: بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں، جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنا مغرب سے مشرق دور ہے۔ (صحیح بخاری: ۶۴۷۷)

فضول گوئی کرنے والے اپنے آپ کو زبان کی آفتوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے اور ایسے لوگ قیامت کے دن مبغوض اور ذلیل ہوں گے۔ حدیث میں ہے: جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت مجلس کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریبی وہ

لوگ ہوں گے جوتم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہوں اورتم میں سے میرے ہاں سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت مجلس کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریبی وہ لوگ ہوں گے جوتم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہوں اورتم میں سے میرے ہاں سب سے زیادہ نفرت والے اور روز قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جوفضول بولنے والے، گفتگو کے لئے باچھوں کو موڑنے والے اورتکبر کرنے والے والے ہوں۔صحابہ نے کہا: ہم ”ثرثارون“ اور ”متشدقون“ کا معنی تو سمجھتے ہیں، ”متفیھقون“ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والے(سنن ترمذی ۲۰۱۸،السلسلۃ الصحیحۃ ۷۹۱،صحیح الترغیب ۲۸۹۷)

علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: یقیناً ایک بندہ قیامت کے دن پہاڑ کے برابر نیکیاں لائے گا تو وہ پائے گا کہ اس کی زبان نے پہاڑ کے برابر تمام نیکیوں کو ملیامیٹ کردیا ہے (زبان کے غلط استعمال نے اس کی تمام نیکیوں کو ضائع کردیا ہوگا) اور بندہ پہاڑ کے برابر گناہ لے کر آئے گا تو وہ دیکھے گا کہ کثرت سے اللہ کے ذکر اور اس جیسی نیکیوں نے اس کے پہاڑ برابر گناہوں کو ریزہ ریزہ کردیئے ہیں۔(الداء والدواء:۳۷۵)

قیامت کے دن زبان کی گواہی: زبان کا معاملہ اتنا سنگین ہے کہ ہم جو بھی زبان سے بات کرتے ہیں کل قیامت کے دن ہماری زبان ہمارے بارے میں گواہی دے گی، خیر کی باتوں پر ہمارے حق میں گواہی دے گی اور شر کی باتوں پر ہمارے خلاف گواہی دے گی، ہم کسی بھی طرح زبان کا غلط استعمال کرکے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچاسکتے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (النور:۲۴) جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

قیامت کا مفلس: جو شخص دنیا میں اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا اور اپنی زبان سے دوسروں پر بہتان تراشی کرتا ہے اور گالی گلوچ کرتا ہے ایسا شخص آخرت میں مفلس ہوگا، اس کے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہونے کے باوجود وہ کامیاب نہیں ہوسکتا کیوں کہ اس کی نیکیاں مظلوموں کے درمیان تقسیم کردی جائیں گی اور نیکیاں ختم ہوجانے کے بعد ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، مشہور حدیث ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی سازوسامان۔ آپ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ (دنیا میں) اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔(صحیح مسلم:۲۵۸۱)

بعض سلف سے مروی ہے: خصاف، نصیف اور عبدالکریم بن مالک فرماتے ہیں: ہم نے سلف صالحین کو پایا کہ وہ صرف نماز روزہ کو عبادت نہیں سمجھتے تھے بلکہ لوگوں کی عزت وآبرو پر حملہ کرنے سے بچنے کو بھی عبادت شمار کرتے تھے۔(الصمت لابن ابی الدنیا: باب الغیبۃ وذمہا حدیث رقم:۱۹۱)

سب سے زیادہ خوف زبان کے بارے میں: زبان کی سنگینی اور خطرناکی کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان کے بارے میں سب سے زیادہ خوف تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے: سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے ایسی بات بیان فرمائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑلوں، آپ نے فرمایا کہو میرا رب (معبود برحق) اللہ ہے پھر اسی عہد پر قائم رہو، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو مجھ پر کس چیز کا زیادہ خوف ہے؟ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسی کا زیادہ خوف ہے۔(سنن ترمذی:۲۴۱۰)

زبان کئی گناہوں کی موجب ہے: حدیث نبوی ہے شقیق بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صفا پہاڑی پر تلبیہ پڑھا اور کہا اے زبان! خیر وبھلائی پر مشتمل کلام کر، تاکہ تو غنیمت حاصل کرلے۔ تو خاموش رہا کرتا کہ سلامت رہے اور ندامت نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کلمات تو اپنی طرف سے کہہ رہا ہے یا کسی سے سنے ہیں؟ انہوں نے کہا: کسی سے نہیں سنے، ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ضرور سنا ہے: **اكثر خطايا ابن آدم فی لسانه (اخرجه الطبرانی فی الكبير: ۱۰/۲۴۳، واللفظ له، والبيهقی فی الشعب: ۴/۲۴۰، صحيح الترغيب ۲۸۷۲، السلسلة الصحيحة : ۵۳۴، اسناده جيد على شرط مسلم)** ابن آدم کی اکثر خطائیں اس کی زبان کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

دخول جہنم کا اہم سبب: زبان کی عدم حفاظت کی وجہ سے کل قیامت کے دن سب سے زیادہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، حدیث میں ہے: **عن أبی هريرة قال سئل رسول الله عن أكثر مايدخل الناس الجنة؟ فقال: تقوى الله، وحسن الخلق، وسئل عن أكثر ما يدخل الناس النار؟ فقال: الفم والفرج (سنن الترمذی: أبواب البر والصلة عن رسول الله باب: ماجاء فی حسن الخلق ۲۰۰۴، حسن الاسناد)** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو لوگوں کو بکثرت جنت میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق، پھر آپؐ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو لوگوں کو بکثرت جہنم میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ایک دن صبح کے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا، ہم سب چل رہے تھے، میں نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے؟ آپ نے فرمایا تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے اور بے شک یہ عمل اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ آسان کردے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے (راستے) نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آدھی رات کے وقت آدمی کا نماز (تہجد) پڑھنا، پھر آپ نے آیت: **تتجافی جنوبھم عن المضاجع** کی تلاوت **یعملون** تک فرمائی، آپ نے پھر فرمایا: کیا میں تمہیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتادوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول (ضرور بتایئے) آپ نے فرمایا: دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون (عمود) نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تمام باتوں کا جس چیز پر دارومدار ہے وہ نہ بتادوں؟ میں نے کہا: جی ہاں، اللہ کے نبی! پھر آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو، میں نے کہا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں تم پر روئے، معاذ! لوگ اپنی زبانوں کے بڑبڑ ہی کی وجہ سے تو اوندھے منہ یا نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالے جائیں گے؟ (سنن ترمذی: ۲۶۱۶)

دوسری حدیث میں ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں عورت کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ کرنے میں مشہور ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنمی ہے، پھر اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ کی کمی میں مشہور ہے وہ پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرلیتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو نہیں ستاتی، آپ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔ (مسند احمد: ۹۶۷۵۔ اسنادہ حسن)

یہی وجہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنی زبان کی اصلاح کرتے اور اس کے انجام سے خوف کھاتے۔ حدیث میں ہے: **أن عمر بن الخطاب اطلع علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما وھو یمد لسانہ فقال ما تصنع یا خلیفۃ رسول اللہ؟ فقال ھذا اوردنی الموارد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس شئی من الجسد الا یشکو الی اللہ اللسان علی حدتہ** (أخرجہ الطبرانی فی الکبیر: ۱۰/۲۴۳، واللفظ لہ، والبیھقی فی الشعب: ۴/۲۴۰، صحیح الترغیب: ۲۸۷۲، السلسلۃ الصحیحۃ: ۵۳۴، اسنادہ جید علی شرط مسلم، السلسلۃ الصحیحۃ: ۲/۷۱، ۵۳۵ ترقیم الألبانی)

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خلیفہ رسول! یہ کیا کررہے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ مجھے ہلاکت گاہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسم کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ (اس لئے میں زبان کو کھینچ رہا ہوں تاکہ اس کی تیزی باقی نہ رہے اور میرے قابو میں رہے)

زبان کی حفاظت کے فوائد: افضل ومثالی مسلمان کی علامت: ایک مسلمان اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہ دے یہ اس کے افضل ومثالی مسلمان ہونے کی دلیل ہے، حدیث میں ہے: **عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ:** ۱۰) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: **علیک بحسن الخلق، وطول الصمت، فوالذی نفسی بیدہ ما عمل الخلائق بمثلھما** (أخرجہ ابن أبی الدنیا فی الصمت: ۵۵۴، وابن أبی عاصم فی الزھد: ۲، وأبو یعلی: ۳۲۹۸، السلسلۃ الصحیحۃ: ۱۹۳۸، حسن لشواھدہ) تم حسن خلق اور طویل خاموشی کو لازم پکڑو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ مخلوقات نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو (ان دونیکیوں کے) برابر ہو۔

اعضاء وجوارح کی حفاظت: اگر انسان اپنی زبان کی حفاظت کرے تو زبان کی سلامتی سے اس کے جسم کے دیگر اعضاء بھی سلامت رہیں گے اور اگر وہ ٹیڑھی ہوجائے تو دیگر اعضاء بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **أذا أصبح ابن آدم فان الأعضاء کلھا تکفر اللسان، فتقول: اتق اللہ فینا، فانما نحن بک، فان استقمت استقمنا، وان اعوججت اعوججنا** (سنن الترمذی: أبواب الزھد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ماجاء فی حفظ اللسان: ۲۴۰۷، حسن) انسان جب صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں تو ہمارے سلسلے میں اللہ سے ڈر اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔

(بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

حقیقت خرافات میں کھو گئی!

حافظ زید الرحمن فیضی بھوپالی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ضلالت و جہالت سے مبرا اور دلائل و براہین سے آراستہ ہے، اسلام کے تمام احکام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔اور اس دین مبین میں خرافات و بدعات کے لیے کوئی جگہ نہیں۔اب کوئی نام نہاد عالم دین، مفتی یا محدث ایسا نہیں جو اس دین مبین اور صاف و شفاف چشمے میں بدعات و خرافات کا زہر ملائے لیکن افسوس ہے کہ شیطان اور اس کے پیروکاروں نے اس دین صافی کو ضلالت و جہالت سے خلط ملط کرنے اور خرافات سے داغ دار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

دیگر مہینوں کی طرح ماہِ صفر میں بھی کچھ جاہلانہ رسومات ادا کی جاتی ہیں۔صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں کی لڑی کا دوسرا موتی ہے۔اس مہینے کے بارے میں غلط باتوں کو ختم کرنے کے لیے اسے 'صفر المظفر ' کہا جاتا ہے۔

صفر کے متعلق قدیم خیالات

قبل از اسلام اہل جاہلیت ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے اور اس میں سفر کرنے کو برا سمجھتے تھے، اسی طرح دورِ جاہلیت میں ماہِ محرم میں جنگ و قتال کو حرام خیال کیا جاتا تھا اور یہ حرمتِ قتال ماہ صفر تک برقرار رہتی لیکن جب صفر کا مہینہ شروع ہو جاتا، جنگ و جدال دوبارہ شروع ہو جاتے لہٰذا یہ مہینہ منحوس سمجھا جاتا تھا۔عرب کے لوگ ماہ صفر کے بارے میں عجیب عجیب خیالات رکھتے تھے۔

شیخ علیم الدین سخاوی نے اپنی کتاب **المشہور فی اسماء الأیام والشھور** میں لکھا ہے:

"صفر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے میں عموماً اُن کے (اہل عرب) گھر خالی رہتے تھے اور وہ لڑائی بھڑائی اور سفر میں چل دیتے تھے، جب مکان خالی ہو جاتے تو عرب کہتے تھے: صَفَرَ المَکَانُ ''مکان خالی ہو گیا''

الغرض آج کے اس پڑھے لکھے معاشرے میں بھی عوام الناس ماہِ صفر کے بارے میں جہالت اور دین سے دوری کے سبب ایسے ایسے توہمات کا شکار ہیں جن کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ اسی قدیم جاہلیت و جہالت کا نتیجہ ہے کہ متعدد صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی عوام الناس میں وہی زمانۂ جاہلیت جیسی خرافات موجود ہیں۔

صفر کے متعلق جدید خیالات

برصغیر کے مسلمانوں کا ایک طبقہ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتا ہے۔اس مہینے میں توہم پرست لوگ شادی کرنے کو نحوست کا باعث قرار دیتے ہیں۔فی زمانہ لوگ اس مہینے سے بدشگونی لیتے ہیں اور اس کو خیر و برکت سے خالی سمجھا جاتا ہے۔اس میں کسی کام مثلاً کاروبار وغیرہ کی ابتدا نہیں کرتے ،لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے۔اس قسم کے اور بھی کئی کام ہیں جنہیں کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ان لوگوں کا اعتقاد ہوتا ہے کہ ہر وہ کام جو اس مہینے میں شروع کیا جاتا ہے وہ منحوس یعنی خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی تردید

اس مہینے کی بابت لوگوں میں مذکورہ رسومات و بدعات رواج پا چکی ہیں جن کی تردید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمائی:

لاعدوی ولا طیرة ولا هامة ولا صفر (صحیح بخاری:۵۷۰۷)

''(اللہ کی مشیت کے بغیر) کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہی بدشگونی لینا جائز ہے، نہ الو کی نحوست یا روح کی پکار اور نہ ماہِ صفر کی نحوست۔''

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں نفی اور نہی دونوں معانی صحیح ہو سکتے ہیں لیکن نفی کے معنی اپنے اندر زیادہ بلاغت رکھتے ہیں کیوں کہ نفی 'طیرہ' (نحوست) اور اس کی اثر انگیزی دونوں کا بطلان کرتی ہے، اس کے برعکس نہی صرف ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔اس حدیث سے ان تمام امور کا بطلان مقصود ہے جو اہل جاہلیت قبل از اسلام کیا کرتے تھے۔''

(قرۃ عیون الموحدین:۲/۳۸۴)

ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ

اس حدیث میں ماہِ صفر کو منحوس سمجھنے سے منع کیا گیا ہے، ماہ صفر کو منحوس سمجھنا تطیّر (بدشگونی) کی اقسام میں سے ہے۔اسی طرح مشرکین کا پورے مہینے میں سے بدھ کے دن کو منحوس خیال کرنا سب غلط ہیں۔(ایضاً)

امام ابوداؤد محمد بن راشدؒ سے نقل کرتے ہیں:

''اہل جاہلیت یعنی مشرکین ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے تھے، لہٰذا اس 'لَا صَفَرَ' حدیث میں ان کے اس عقیدہ اور قول کی تردید کی گئی ہے۔(ایضاً)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ''اہل جاہلیت ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے اور کہتے کہ یہ منحوس مہینہ ہے۔چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس نظریے کو باطل قرار دیا۔

(لطائف المعارف ص:۱۴۷)

ماہ وسال، شب وروز اور وقت کے ایک ایک لمحے کا خالق اللہ ربّ العزت ہے۔اللہ تعالیٰ نے کسی دن، مہینے یا گھڑی کو منحوس قرار نہیں دیا۔درحقیقت ایسے توہمانہ خیالات غیر مسلم اقوام اور قبل از اسلام مشرکین کے ذریعے مسلمانوں میں داخل ہوئے ہیں۔مثلاً ہندوؤں کے ہاں شادی کرنے سے پہلے دن اور وقت متعین کرنے کے لیے پنڈتوں سے پوچھا جاتا ہے۔وہ اگر رات ساڑھے بارہ بجے کا وقت مقرر کردے تو اُسی وقت شادی کی جاتی ہے،اس سے آگے پیچھے شادی کرنا بدفالی سمجھا جاتا ہے۔آج یہی فاسد خیالات مسلم اقوام میں دَرآئے ہیں،اس لیے صفر کی خصوصاً ابتدائی تاریخوں کو جو منحوس سمجھا جاتا ہے تو یہ سب جہالت کی باتیں ہیں،دین اسلام کے روشن صفحات ایسے توہمات سے پاک ہیں۔کسی وقت کو منحوس سمجھنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں بلکہ کسی دن یا کسی مہینہ کو منحوس کہنا درحقیقت اللہ ربّ العزت کے بنائے ہوئے زمانہ میں،جو شب وروز پر مشتمل ہے،نقص اور عیب لگانے کے مترادف ہے اور اس چیز سے نبی نے ان الفاظ میں روک دیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے۔وہ وقت (دن، مہینے، سال) کو گالی دیتا ہے حالاں کہ وقت (زمانہ) میں ہوں،بادشاہت میرے ہاتھ میں ہے،میں ہی دن اور رات کو بدلتا ہوں۔(سنن ابوداؤد:۵۲۷۴)

معلوم یہ ہوا کہ دن رات اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں،کسی کو عیب دار ٹھہرانا خالق ومالک کی کاری گری میں درحقیقت عیب نکالنا ہے۔

نحوست کی نفی کرنے والے،بغیر حساب جنت میں

.1 اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے لوگوں کے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے میری اُمت کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ آپ کی اُمت ہے،ان میں ستر ہزار ایسے ہیں جو پہلے جنت میں جائیں گے،ان پر کوئی حساب اور عذاب نہیں ہوگا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:میں نے پوچھا کہ یہ کس وجہ سے بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے؟تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: **کانوا لا یکتوون ولا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربھم یتوکلون**

(ان کی صفت یہ ہے کہ) وہ اپنے جسم کو داغتے نہیں، نہ ہی دم کرواتے ہیں، نہ کسی چیز کو منحوس سمجھتے اور وہ اپنے ربّ پر توکل کرتے تھے۔"

مندرجہ بالا احادیث میں بلاحساب جنت میں جانے والے لوگوں کے اوصاف کا ذکر ہے،ان میں ایک خوبی یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو منحوس نہیں سمجھتے اور ان میں توکل کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہے۔

۲۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: **الطیرۃ شرک، الطیرۃ شرک**

کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شرک ہے،کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شرک ہے۔

۳۔اسی طرح ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل کے بارے فرمایا:

''جان لو!اگر لوگ اس بات پر جمع ہوجائیں کہ وہ تمھیں کچھ فائدہ پہنچائیں تو وہ کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے،مگر وہی جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے اور اگر لوگ اس بات پر جمع ہوجائیں کہ وہ تمھیں کچھ نقصان پہنچائیں تو وہ تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ نے تم پر لکھ دیا ہے۔''

بدشگونی شرکِ اصغر ہے

بدشگونی یعنی کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شریعت میں سختی سے ممنوع ہے۔چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الطیرۃ شرک، الطیرۃ شرک (سنن ابوداؤد)

''بدشگونی لینا شرک ہے،بدشگونی لینا شرک ہے،بدشگونی لینا شرک ہے۔''

جامع ترمذی کے شارح مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ فرماتے ہیں:

آپ کا فرمان''بدشگونی شرک ہے''یعنی لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ بدشگونی (کسی چیز کو منحوس سمجھنا) نفع لاتی ہے یا نقصان دور کرتی ہے تو جب اُنھوں نے اسی اعتقاد کے مطابق عمل کیا تو گویا اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکِ خفی کا ارتکاب کیا اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور چیز بھی نفع یا نقصان کی مالک ہے تو اسنے شرکِ اکبر کا ارتکاب کیا۔ (ج۔۵ص ۱۹۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جگہ فرمایا:

من ردته الطیرۃ عن حاجته فقد أشرک (مسند احمد)

جو شخص بدشگونی کے ڈر کی وجہ سے اپنے کسی کام سے رک گیا یقیناً اس نے شرک (اصغر) کا ارتکاب کیا۔

لہٰذا ماہِ صفر کو منحوس خیال کرنا،نحوست کی وجہ سے اس مہینے میں شادیاں کرنے سے رکے رہنا،اس میں مٹی کے برتن ضائع کردینا،ماہ صفر کے آخری بدھ یعنی چہارشنبہ کو جلوس نکالنا اور بڑی بڑی محفلیں منعقد کرکے خاص قسم کے کھانے اور حلوے تقسیم کرنا اور چوری کی رسم ادا کرنا وغیرہ ان احادیث کے مطابق مردود اور شرکیہ عمل ہے جس سے ہر صورت میں اجتناب ضروری ہے۔

آخری بدھ کی خرافات

بعض حضرات وخواتین صفر المظفر کے آخری بدھ کو تعطیل (چھٹی) کرکے کاروبار اور دکانیں بند کردیتے ہیں اور عید کی طرح خوشیاں مناتے ہیں اور سیر سپاٹے

کے لیے گھروں سے نکل جاتے ہیں جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس آخری بدھ میں صحت یاب ہوئے تھے اور سیر وتفریح کے لیے باہر تشریف لے گئے تھے حالانکہ اس دعوی کی اصل نہ حدیث میں ہے اور نہ ہی تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ لہٰذا یہ ساری بدعات لغو اور دین حنیف میں اضافہ ہیں، شریعت میں ان کا کوئی جواز نہیں۔ اسی بات کو واضح کرتے ہوئے علامہ رشید احمد گنگوہی حنفی رقم طراز ہیں:

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدتِ مرض واقع ہوئی تھی۔ یہودیوں نے خوشی منائی تھی، وہ اب جاہل ہندوؤں میں رائج ہوگئی ہے۔(تالیفات رشیدیہ ص۱۵۴)

احکام شریعت میں ہے کہ

''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور کا کوئی ثبوت بلکہ مرضِ اقدس جس میں وفاتِ مبارک ہوئی اسکی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔(احکام شریعت:۲/۱۸۹)

صفر المظفر اور تیرہ تیزہ

مغربی دنیا تیرہ(۱۳) کے عدد کو منحوس سمجھتی ہے، یہی فاسد خیالات مسلم قوم میں در آئے ہیں، اس لیے صفر کی خصوصاً ابتدائی تیرہ تاریخوں کو منحوس گمان کیا جاتا ہے۔ ان ابتدائی تیرہ دنوں کو تیرہ تیزہ کا نام دیا جاتا ہے، ان کی نحوست کو زائل کرنے کے لیے مختلف عملیات کیے جاتے ہیں حالانکہ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ دین اسلام کے سنہری اوراق ایسے توہمات سے پاک ہیں اور ان دنوں میں سے کسی دن کو منحوس سمجھ کر شادی سے رک جانے کی بھی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ان تیرہ دنوں میں کثرت سے بلاؤں، آفتوں اور مصائب کا نزول ہوتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ ''بہشتی زیور'' میں لکھتے ہیں:

''صفر کو تیرہ تیزی کہتے ہیں اور اس مہینے کو نامبارک جانتے ہیں اور بعض جگہ تیرہویں تاریخ کو کچھ گھونگنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتے ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے، یہ سارے اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں، توبہ کرو۔

علامہ وحید الزمانؒ رقم طراز ہیں: ''افسوس کہ اب تک ہندوستان کے مسلمان ایسے واہی خیالات میں مبتلا ہیں کسی تاریخ کو منحوس کہتے ہیں، کسی دن کو نامبارک جانتے ہیں، تیرہ تیزی کے صدقے نحوست کو دفع کرنے کے لیے نکالتے ہیں، اسلام میں ان باتوں کی کوئی اصل نہیں، سب دن اللہ کے ہیں اور جو اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے، نجومی اور پنڈت سب جھوٹے ہیں۔(لغات الحدیث ۲/۵۰۶)

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۱۲ کا)

شرور وفتن سے حفاظت: جو انسان اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، فضولیات اور لغویات سے بچتا ہے، گپ شپ کی مجلسوں سے دور رہتا ہے، حدیث رسول پر عمل کرتے ہوئے غیر ضروری امور سے خاموشی اختیار کرتا ہے تو ایسا شخص بہت سارے فتنوں اور آفتوں سے محفوظ رہتا ہے، حدیث میں ہے:

عن عبداللہ بن عمر وقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صمت نجا (سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: ۲۵۰۱، صحيح) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

دوسری حدیث میں ہے: **عن عقبة بن عامر قال: قلت يارسول الله، ماالنجاة؟ قال: املك عليك لسانك، وليسعك بيتك، وابك على خطيئتك** (سنن الترمذي: أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: ماجاء في حفظ اللسان: ۲٤۰٦،صحيح) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سمالے (یعنی تمہارا فارغ وقت گھر کے اندر ہی گزرے) اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

جنت کی ضمانت: زبان کی حفاظت کا معاملہ کس قدر اہم ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زبان کی حفاظت کرلے تو اس کے لئے دخول جنت کی نبوی ضمانت ہے، حدیث رسول ہے: **عن سهل بن سعد، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له الجنة** (صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان: ٦٤٧٤) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

دوسری حدیث میں ہے: **عن ابى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وقاه الله شر ما بين لحييه وشر ما بين رجليه دخل الجنة** (سنن الترمذي: أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: ما جاء في حفظ اللسان: ۲٤۰۹، حسن صحيح) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے اللہ نے اس کی ٹانگوں اور ڈاڑھوں کے درمیان کی چیز کے شر وفساد سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆☆☆

ابوعدنان سعید الرحمٰن نورالعین سنابلی

داہیۃ العرب
عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: فضائل ومناقب

فاتح مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا شمار ''دہاۃ العرب'' یعنی عرب کے ذہین ترین اور معاملہ فہم لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ کو ''ارطبون العرب'' یعنی عرب کا سب سے چتر اور چالاک انسان بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کی ذہانت و فطانت اور زیرکی سے نوازا تھا۔ آپ اپنی ذہانت و فطانت اور کمال زیرکی کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب منتظم، مدبر سیاست دان اور ایک تجربہ کار جرنیل بھی تھے۔ آپ مکے کے مشہور سردار اور دشمنِ اسلام عاص بن وائل کے فرزند تھے اور خود بھی اسلام کے شدید مخالفین میں سے تھے۔ حبشہ ہجرت کر جانے والے مسلمانوں کو وہاں سے واپس لانے کے لیے مشرکین نے جو وفد بھیجا اُس کے قائد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کفارِ قریش کی طرف سے شرکت کی۔

اللہ جل شانہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بہت سارے امتیازات وخصوصیات اور کمالات سے نوازا تھا۔ آپ ایک جلیل القدر صحابی تھے، آپ کے ایمان کی مضبوطی اور صالحیت کی گواہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں متعدد جنگی مہمات پر ارسال کیا تھا اور مختلف سرایا اور فوجی دستوں کی قیادت بھی آپ کے سپرد کی تھی جس سے آپ کی جنگی مہارت کا علم ہوتا ہے، آپ نے مصر اور شام جیسے عظیم ممالک کو اسلامی حکومت کے زیر نگیں کیا، عمان میں اسلام کا پرچم بلند کیا، رقہ اور طرابلس کے علاقوں کو اسلامی سلطنت میں شامل کیا اور تو اور آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مختلف ممالک کے گورنر اور سربراہ متعین ہوئے لیکن یہ حد درجہ افسوس کا مقام ہے کہ کچھ لوگوں نے اس جلیل القدر صحابی کو بھی طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے اور بعض غیر ثابت شدہ واقعات کی بنیاد پر آپ پر غداری، خیانت اور دھوکہ دہی جیسے سنگین الزامات عائد کئے ہیں۔

اس مضمون میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی زندگی کے کچھ اہم پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ان الزامات وہفوات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے جن کی بنیاد پر اس عظیم جرنیل اور بطل جلیل کو ہدف طعن وتشنیع بنایا گیا ہے۔

نام و نسب: آپ کا نسب نامہ عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم سہمی قرشی رضی اللہ عنہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: تہذیب الکمال للمزی ۲۲/۷۸، سیر اعلام النبلاء للذہبی ۳/۵۴، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ لابن حجر ۴/۶۵۰)

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور ایک قول کے مطابق ابومحمد ہے۔ (ملاحظہ ہو: طبقات خلیفہ/۶۱، طبقات ابن سعد ۷/۴۹۳، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ۱/۱۹۸۷)

آپ کا نسب نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں پشت یعنی کعب بن لوی بن غالب قرشی میں جا کر مل جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء ۳/۵۴)

عمرو بن العاص رضی الله عنه کی ولادت: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سن ولادت بالتحدید معلوم نہیں ہے، البتہ کہا جاتا ہے کہ قصۂ فیل کے آٹھ سالوں بعد آپ کی ولادت ہوئی تھی اور آپ کی وفات ۴۳ھ میں ہوئی تھی۔ اسی کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے راجح قرار دیا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام النبلاء (۳/۶۸) میں لکھتے ہیں:

''قلت كان أكبر من عمر بن الخطاب بنحو خمس سنين، وكان يقول أذكر الليلة التي ولد فيها عمر وقد عاش بعد عمر عشرين عاما فينتج هذا أن مجموع عمره بضع وثمانون سنة ما بلغ التسعين رضي الله عنه'' یعنی میں کہتا ہوں کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے تقریباً پانچ سال بڑے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے وہ رات یاد ہے جس میں عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد بیس سال زندہ رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے (۸۳) سے کچھ زائد عمر پائی اور نوے سال تک نہیں پہنچ سکے۔

عمرو بن عاص رضی الله عنه کا قبول اسلام: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دعوتِ اسلام کو روکنے میں ناکام ہونے کے بعد حبشہ چلے گئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی صورت میں ان کا محکوم نہ بننا پڑے۔ اللہ جل شانہ کی قدرت دیکھئے کہ سینکڑوں میل دور حبشہ جا کر اصحمہ نجاشی بادشاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ بلاشبہ ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے، جسے چاہے، جب چاہے، جہاں چاہے نواز دے۔ اسلام لانے کے بعد حبشہ میں رہنے کی ضرورت نہ رہی، چنانچہ بادشاہ سے اجازت لی اور واپس چلے آئے۔ مکہ کے قریب پہنچے تو خالد بن ولید رضی اللہ سے ملاقات ہوگئی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام کے ارادے سے مدینہ منورہ جا رہے تھے۔ عمرو بن العاص، خالد بن ولید کے ہمراہ مدینہ منورہ حاضر ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوکر درجۂ صحابیت پر فائز

ہوئے۔ یہ تاریخ اسلام کا منفرد واقعہ ہے کہ کوئی صحابی پہلے تابعی کے ہاتھ پر ایمان لائے اور بعد میں مرتبۂ صحابیت سے بھی مشرف ہوئے۔(مسند احمد ۴/۱۹۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۱۲۳، شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔)

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ صفر 8 ہجری کا ہے۔ان دونوں کے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ سے فرمایا:''**هذه مكة قد ألقت إليكم أفلاذ كبدها**''،یعنی مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمھاری طرف اچھال دیا ہے۔(الروض الانف ۵/۹۴، شیخ البانی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ صحیح مرسل ہے، فقہ السیرۃ ص:۲۲۲)

آپ کے بعض فضائل :عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بے شمار فضائل و خصائص کے حامل ہیں۔آپ کی یہی فضیلت کافی ہے کہ اللہ تعالی نے شرف صحابیت سے نوازا ہے کیونکہ صحبت ایسی فضیلت ہے جس کی ہمسری دنیا کی کوئی دوسری فضیلت نہیں کرسکتی ہے، لیکن اس کے علاوہ بھی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے لئے کتب احادیث میں مختلف فضائل وارد ہوئے ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ کے پیارے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ایمان کی گواہی دی ہے: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:''**أَسْلَمَ النَّاسُ ,وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ**''،یعنی لوگ تو اسلام لائے ہیں البتہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے ہیں۔(سنن ترمذی/۳۸۴۴، مسند احمد/۱۷۴۱۳، شیخ البانی نے صحیح الجامع/۹۷۱ میں اسے حسن قرار دیا ہے۔)

ایک دوسری روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص اور آپ کے برادر عزیز ہشام کے لئے ایمان کی گواہی دی ہے۔چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:''**ابْنَا العاصِ مُؤْمِنَانِ: عمرُو بنُ العاصِ وهشامُ بنُ العاصِ**''،یعنی عاص کے دونوں بیٹے عمرو بن عاص اور ہشام بن عاص صاحب ایمان ہیں۔(مسند احمد/۸۰۴۲، شیخ البانی نے صحیح الجامع/۴۵ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس حدیث سے آپ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ایمان کی مضبوطی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن ایمان کی گواہی دی ہے۔ بلاشبہ یہ بہت بڑے شرف وفضیلت کی بات ہے کہ رسول کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسی گواہی صادر ہو۔

(۲) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جنگی مہارت، حکمت عملی اور حسن تدبر پر بھروسہ تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو ان کا ہم پلہ نہیں کیا:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غزوات میں میرے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہم پلہ کسی کو نہیں کیا جب سے ہم مشرف باسلام ہوئے۔(مسند ابویعلیٰ/۷۳۴۷، حسین سلیم نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔)

(۳) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی صالحیت کی گواہی دی ہے:

طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کیا میں تم لوگوں کو ایک بات نہ بتاؤں جسے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھی ہے؟ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا:''عمرو بن عاص قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں''۔(سنن ترمذی/۳۸۴۵، مسند احمد/۱۳۸۲، شیخ البانی نے شواہد کی بنیاد پر صحیحہ ۲/۱۵۲ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

(۴) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے''مال صالح مرد صالح کے لئے بہتر ہے''کے ذریعہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ستائش فرمائی ہے:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا بھیجا، چنانچہ میں لباس بدل کر اور ہتھیار لگا کر حاضر ہوا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے، نظر اٹھا کر دیکھا، پھر نظر نیچی کر کے فرمایا کہ میں تم کو امیر بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں، ان شاء اللہ تم محفوظ رہو گے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آئے گا، اس سے تم کو بھی وافر حصہ ملے گا، عرض کیا: یا رسول اللہ! میں مال کی طمع میں اسلام نہیں لایا؛ بلکہ اس کو دلی رغبت کے ساتھ قبول کیا، فرمایا:''مال صالح مرد صالح کے لیے بہتر ہے۔'' (الادب المفرد/۲۹۹، شیخ البانی نے صحیح الادب المفرد میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

(۵) مدینہ میں خوف وڈر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنے کا حکم دیا تھا:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَأَتَيْتُ عَلَى سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِحَمَائِلِ سَيْفِهِ، فَأَخَذْتُ سَيْفًا فَاحْتَبَيْتُ بِحَمَائِلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:'' يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا كَانَ مَفْزَعُكُمْ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ؟!'' ثُمَّ قَالَ:'' أَلَا فَعَلْتُمْ كَمَا فَعَلَ هَذَانِ الرَّجُلَانِ الْمُؤْمِنَانِ؟!''**،یعنی ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں خوف وہراس پھیلا ہوا تھا، میں حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے پاس آیا تو انہوں نے اپنی تلوار حمائل کر رکھی تھی، میں نے بھی اپنی تلوار پکڑی اور اسے حمائل کرلیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! گھبراہٹ کے اس وقت میں تم اللہ اور اس کے رسول کے پاس کیوں نہیں آئے؟ پھر فرمایا تم نے اس طرح کیوں نہ کیا جس

طرح ان دو مومن مردوں نے کیا ہے۔(مسند احمد ۱۷۸۱۰، مستدرک حاکم ۲۱۳۰،
امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور امام ذہبی نے ان کی
موافقت کی ہے۔)

(۶) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم وحیا کا انوکھا واقعہ:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ، لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ''یعنی اس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا اور نہ آپ سے بڑھ کر میری نظر میں کسی کی عظمت تھی، میں آپ کی عظمت کی بنا پر آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ بھی نہ سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپ کا حلیہ پوچھا جائے تو میں بتا نہ سکوں گا کیونکہ میں آپ کو آنکھ بھر کر دیکھتا ہی نہ تھا۔(صحیح مسلم ۱۲۱)

(۷) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید میں پندرہ آیات سجدہ پڑھایا تھا:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ، وَفِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ ''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن مجید میں پندرہ سجدے پڑھائے: ان میں سے تین مفصل میں اور دو سورۃ الحج میں۔(سنن ابوداود ۱۴۰۱، سنن ابن ماجہ ۱۰۵۷، مستدرک حاکم ۲۲۳/۱، ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخیص الحبیر ۱۰/۲ میں کہا ہے کہ اس حدیث کو منذری اور نووی رحمہما اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔)

(۸) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ایسے سریہ کا سربراہ متعین کیا جس میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما شامل تھے:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات السلاسل میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر روانہ کیا تھا، ابھی راستے ہی میں تھا کہ معلوم ہوا، دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔ سپہ سالار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید کمک ارسال کرنے کا پیغام بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مزید 200 سربرآوردہ مہاجرین وانصار پر مشتمل مجاہدین کا لشکر، اعانت کے لیے روانہ فرمایا۔ اس نئی فوج میں ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما جیسے انتہائی جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے۔(ملاحظہ ہو: تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۴۴/۴۶)

اس غزوہ میں بہت سے ایسے واقعات پیش آئے تھے جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ذہانت وفطانت، حاضر دماغی اور جنگی مہارت پر پتا دیتے ہیں۔ ان واقعات کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر اعتراضات بھی کئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس کی شکایت بھی کی لیکن جب سخت ٹھنڈک کی حالت میں آگ جلانے سے روکنے کی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حکمت بتائی کہ اے اللہ کے رسول! ہماری تعداد مختصر تھی، میں نہیں چاہتا تھا کہ دشمنوں اور جاسوسوں کو ہماری حقیقی تعداد کا علم ہو، اس وجہ سے میں نے آگ جلانے سے روک دیا تھا، چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے حکمت پر مبنی اس فیصلے کو پسند فرمایا تھا۔(تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۴۴/۴۶)

(۹) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے سرداروں جیفر وعمرو کے پاس بھیجا:

فتح مکّہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ایک خط دے کر عمان روانہ کیا۔ عمرو رضی اللہ عنہ خط لے کر دربار میں پہنچے اور اُن کے سامنے نہایت بصیرت افروز تقریر کی۔ اپنے مکارمِ اخلاق، حُسنِ تدبر، سیاسی بصیرت اور جہدِ مسلسل کے نتیجے میں چند ہی دنوں میں عمان کے دونوں سردار جیفر اور عمرو نہ صرف یہ کہ مسلمان ہو گئے، بلکہ پوری رعایا بھی مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرّت کا اظہار فرما کر انھیں عمان کا امیر مقرّر کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے تک آپ عمان کے امیر کی حیثیت سے اسے علم کا گہوارا بنانے میں مصروف رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد واپس مدینہ آ گئے۔(ملاحظہ ہو: تاریخ دمشق ۱۵۱/۴۶)

(۱۰) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی شام کی امارت سپرد کی تھی:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے شام کے بہت سے علاقے فتح کئے اور ان علاقوں پر امیر متعین رہے اور جنگ یرموک میں شریک رہے۔(ملاحظہ ہو: الطبقات لابن سعد ۴۹۹/۹)

عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی ہشام دونوں جنگ یرموک میں شامل ہوئے۔ ہم دونوں رات بھر اللہ جل شانہ سے دعا مانگتے رہے کہ ہمیں شہادت عطا فرمائے۔ صبح ہوئی تو ہشام خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے لیکن میں اس شرف سے محروم رہ گیا۔(ملاحظہ ہو: الطبقات ۱۴۶/۴)

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی یہ ایک عظیم فضیلت ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اگر کسی نے صدق دل سے شہادت کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجے تک پہنچا دیتا ہے، گرچہ وہ اپنے بستر ہی پر کیوں نہ مرے۔''(صحیح مسلم ۱۹۰۹)

(۱۱) عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ملک شام میں امرائے اجناد میں سے تھے:

اس دوران آپ نے قنسرین کو فتح کیا، اہل حلب، منبج اور انطاکیہ سے صلح کی اور مصر، فلسطین اور اردن جیسے علاقوں کی امارت فرمائی۔(ملاحظہ ہو: الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر ۲/۵)

(۱۲) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پورے ملک شام کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت کیا:

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس خط بھیجا، چنانچہ وہ مصر کی مہم پر روانہ ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک مصر کے والی رہے۔عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے چار سالوں تک عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی ولایت پر فائز رکھا اور اس کے بعد معزول کردیا، چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آگئے۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے تعلق سے لوگوں نے اختلاف کیا تو یہ سرزمین شام چلے گئے اور اسی کو جائے سکونت بنایا۔عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہوگئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرتے رہے اور ان کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔ بعدازاں، معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا والی مقرر کردیا اور مرتے دم تک وہاں کے والی رہے۔(ملاحظہ ہو: الطبقات لابن سعد ۹/۴۹۹)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ذریعہ ان اہم مناصب اور عہدوں پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا تعین بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بے پناہ فضائل ومناقب اور فوجی مہارت سے نوازا تھا اور اس بات کی گواہی مختلف صحابہ کرام نے دیا ہے۔

(۱۳) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایک جماعت مشرف باسلام ہوئی ہے:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بہت سارے لوگوں اور ان کی اولاد کے مشرف باسلام ہونے کے سبب بنے جن کی نیکیوں کا ثواب انہیں قیامت کے دن تک ملتا رہے گا۔فتوحات شام ومصر میں جو لوگ مسلمان ہوئے اس کا سہرا عمرو رضی اللہ عنہ ہی کو جاتا ہے، بیت المقدس میں قیامت کے دن تک سجدہ کرنے والوں کی نیکیوں کا ثواب ضرور حاصل ہوتا رہے گا، ملک عمان کے شہروں اور گاؤں میں جتنے لوگ اللہ جل شانہ کا نام لیں گے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے۔ برقہ اور طرابلس میں جب کبھی بھی اسلامی احکامات پر عمل ہوگا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حصہ داری طے ہوگی۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر اعتراضات اور ان کے جوابات

(۱) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خیانت اور بدعہدی سے متصف کرنا:

اہل بدعت یہ بات بڑے شدومد کے ساتھ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں اور اس کی تشہیر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے خیانت وبدعہدی اور عہد شکنی کا مظاہرہ کیا ہے۔صاحب معیار لکھتا ہے:''**وإنما تراجع الناس إليه بعد الحكمين حين انكشف للناس غدر عمرو بن العاص**''یعنی دونوں پنچوں کے بعد جب لوگوں کو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خیانت کا علم ہوگیا تو وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے۔(المعیار والموازنہ،ص:۱۹۶-۱۹۷)

علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین اختلافات میں ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو حکم بنائے جانے کا واقعہ کتب تاریخ میں معروف ہے۔(ملاحظہ ہو: تاریخ طبری ۵/۷۱،تاریخ دمشق ۴۶/۱۷۲)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمرو اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما نے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو برطرف کرنے پر اتفاق کرلیا اور فیصلہ کیا کہ مسلمان باہمی مشورہ سے کسی تیسرے کو خلیفہ چن لیں، چنانچہ یہ لوگوں کے پاس آئے، پہلے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بات رکھی اور خطبہ مسنونہ کے بعد کہا: میں نے عمرو کے ساتھ مل کر ایسا فیصلہ کیا ہے کہ شاید اس سے اس امت کی حالت درست ہوجائے۔عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوموسیٰ سچ کہہ رہے ہیں۔ابوموسیٰ اشعریؓ نے مزید کہا: ہم نے متفقہ فیصلہ لیا ہے کہ علی اور معاویہ دونوں کو برطرف کردیں اور کسی تیسرے کو خلیفہ چننے کا اختیار اہل حل وعقد کو حاصل ہو، چنانچہ دیکھو جس کے اندر اس کی اہلیت پاتے ہوا سے خلیفہ چن لو۔اس کے بعد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اللہ جل شانہ کی حمد وتعریف کی اور کہا: ابوموسیٰ اشعریؓ کی باتیں آپ لوگوں نے سنی، انہوں نے اپنے ساتھی کو تو برطرف کردیا اور میں بھی ان کے ساتھی کو برطرف کرتا ہوں، البتہ معاویہؓ کو مسند خلافت پر باقی رکھتا ہوں، وہ عثمان کے حقیقی جانشیں ہیں اور ان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں، چنانچہ ان کے حقیقی معنوں میں جانشیں ہیں۔ابوموسیٰ نے پوچھا: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، اللہ آپ کا برا کرے، آپ نے بدعہدی اور خیانت کی ہے اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔(ملاحظہ ہو: وقعۃ صفین ا/۵۴۴-۵۴۵،شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ا/۲۵۵-۲۵۶)

جنگ صفین میں دو پنچوں کے تعین اور ان کے ذریعہ لئے گئے فیصلے اور اس میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی کردار کشی پر مبنی یہ واقعہ بڑے شدومد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے لیکن جب ہم اس واقعہ کی تحقیق کرتے ہیں تو کئی ناحیوں سے یہ باطل قرار پاتا ہے:

پہلی وجہ: قصۂ تحکیم استنادی ناحیہ سے سخت ضعیف ہے۔(ملاحظہ ہو: بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص،ص:۲۰۰-۲۰۱)

اس واقعہ کی کئی سندیں موجود ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلی سند: نصر بن مزاحم،عن عمرو بن سعد،عن ابی جناب الکلبی

اس سند میں نصر بن مزاحم اور ان کے شیخ عمرو بن سعد دونوں متروک

ہیں۔(ملاحظہ ہو: الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۱۱۲/۶، الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی ۱۶۰/۳)

نیز ابو جناب کلبی ضعیف ہیں کیونکہ وہ بکثرت تدلیس کیا کرتے تھے۔(ملاحظہ ہو: الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی ۱۶۰/۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۱۱۲/۶)

دوسری بات اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ اس واقعہ کے راوی ابو جناب کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے تو گویا ان کے اور قصۂ تحکیم کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔(ملاحظہ ہو: ملاحظہ ہو: بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، ص: ۲۰۰-۲۰۱)

دوسری سند: اسے طبرانی نے ابو مخنف عن ابی جناب کی سند سے معلقا نقل کیا ہے۔

یہ سند بھی سخت ضعیف ہے کیونکہ اس میں دو علتیں موجود ہیں:

پہلی علت: اس کی سند میں لوط بن یحییٰ ابو مخنف ہے جس کے بارے میں امام ذہبی کہتے ہیں کہ وہ اخباری ہے اور تالف (بے کار) ہے، اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔(میزان الاعتدال ۴۲۰/۳)

ابو جناب کلبی کے سلسلے میں گفتگو گزر چکی ہے۔

تیسری سند: محمد بن عمر، عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ، عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروۃ، عن عمرو بن الحکم۔

اس واقعہ کو اس سند سے ابن سعد نے نقل کیا ہے اور ابن سعد کی سند ہی سے ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔(الطبقات الکبریٰ ۲۵۶/۴، تاریخ دمشق ۱۷۲/۴۶)

یہ سند ضعیف جدا ہے، اس میں تین علتیں موجود ہیں:

پہلی علت: محمد بن عمر واقدی کمال علم کے باوجود متروک راوی ہیں۔(ملاحظہ ہو: تقریب التہذیب لابن حجر/۶۱۷۵)

دوسری علت: ان کا شیخ ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ حدیث گڑھا کرتا تھا۔(تہذیب الکمال للمزی ۱۰۶/۳۳)

تیسری علت: اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ منکر حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔(سابقہ حوالہ ۴۴۶/۲)

دوسری وجہ: متن کے اعتبار سے بھی یہ واقعہ محل نظر ہے:

پہلی بات: یہ واقعہ اس تسلسل کے ساتھ صحابہ کرام کے اخلاق و کردار سے آہنگ نہیں ہوتا ہے۔ ابو بکر بن عربی کہتے ہیں: ''لوگوں نے تحکیم کے باب میں خوب خوب من گھڑت باتیں کیں اور ایسی ایسی باتیں کہیں جسے اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اگر آپ نظر مروءت سے مشاہدہ کریں گے تو واضح ہو جائے گا کہ من گھڑت کہانی ہے اور کتابوں میں اس طرح کے من گھڑت واقعات کو ذکر کرنے کا سبب بے دینی یا کم از کم جہالت و نادانی ہے۔۔۔ یہ سراسر جھوٹ ہے، اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہے، یہ بدعتیوں سے منقول ہے اور بادشاہوں کی چاپلوسی کے لئے تاریخ کے رواۃ نے گھڑا ہے، چنانچہ سر پھرے اور اعلانیہ طور پر گناہ اور بدعات کا ارتکاب کرنے والے اسے نقل در نقل کرتے ہیں۔(العواصم من القواصم، ص: ۱۷۹)

دوسری بات: اس روایت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف خلافت کی احقیت کے سلسلے میں تھا جو کہ سراسر غلط ہے کیونکہ یہ اختلاف خلافت کی احقیت کے بارے میں نہیں تھا بلکہ یہ اختلاف قاتلین عثمان رضی اللہ عنہم سے ان کے خون کا بدلہ لینے کے سلسلے میں تھا جیسا کہ تمام مؤرخین اس حقیقت پر متفق ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے بدلہ لیا جائے کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتے دار ہونے کی وجہ سے وہ ان کے ولی تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور خلافت کی احقیت کا انکار نہیں کیا، ہاں بیعت سے پہلے قصاص لینے کے قائل تھے اور یہ ان کا اجتہادی مسئلہ تھا۔

جب قصاص کے انتظار میں انہوں نے بیعت سے منع کر دیا تو معاویہ اور ان کے شامی مؤیدین علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں باغی قرار پائے تو علی رضی اللہ عنہ نے طاقت کے استعمال سے انہیں زیر نگیں کرنے کا فیصلہ کیا۔(ملاحظہ ہو: الفصل فی الملل والنحل لابن حزم ۱۶۰/۴، تحقیق مواقف الصحابۃ للدکتور محمد امحزون ۲۲۴/۲)

اب اس واقعہ میں مذکور حکموں کے فیصلہ کو دیکھتے ہیں اور صورت نزاع پر غور کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں پنچ حضرات اصل نزاع کو سمجھ نہیں سکے۔ ان سے فیصلہ مانگا گیا تھا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے بدلہ لینے کے تعلق سے اور انہوں نے خلافت کی احقیت کے بارے میں فیصلہ صادر فرمایا، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پورا واقعہ جعلسازی پر مبنی ہے۔(تحقیق مواقف الصحابہ فی الفتنہ ۲۲۴/۲)

تیسری بات: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی کردارکشی پر مبنی یہ واقعہ آپ کے فضائل و مناقب، ذہانت و فطانت، دینی فقہ و بصیرت اور سیاسی قابلیت کے منافی ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس صحابی کے ایمان و صالحیت کی گواہی دی ہو اور بڑے بڑے امور پر متعین کیا اس سے اس طرح کی خیانت کا سرزد ہونا ناممکن ہے اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کیا اس قدر غافل ہو سکتے ہیں کہ وہ مخالف کی چال اور ہتھکنڈوں کو نہ سمجھ سکیں جبکہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ علمی اعتبار سے حد درجہ پختہ تھے، فقہ و فہم کی صلاحیت سے مالا مال تھے اور قضا کے سلسلے میں ممتاز ترین صحابہ کرام میں شمار ہوتا تھا۔(بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، ص/۲۰۸)

تیسری وجہ: دوسری صحیح روایتیں وارد ہیں جن میں ہے کہ آئندہ سال انہوں نے صلح کرنے کے لئے وعدہ کیا۔ اس وقت معاویہ اور اہل شام تشریف لائے بھی لیکن علی رضی اللہ عنہ خوارج کے فتنے کی سرکوبی میں اس قدر الجھے کہ تشریف نہیں لا سکے تو انہوں

نے اپنے بدلے عبداللہ بن عباس رض اللہ عنہما کو بھیجا، ان کی طرف سے حکم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے فریق کی طرف کے حکم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، چنانچہ اس بار بھی کسی ایک رائے پر دونوں متفق نہ ہو سکے پھر دونوں جدا ہو گئے اور کسی کی بھی برطرفی نہیں ہوئی۔ یہی صورت حال صحابہ کرام کے اخلاق و کردار سے آہنگ بھی ہے اور یہی درست بات بھی ہے۔ (بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، ص: ۲۱۳)

دوسرا شبہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو یکجا ہونے سے منع فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ان کا اکٹھا ہونا باعث خیر نہیں ہوگا:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب معاویہ اور عمرو بن عاص کو اکٹھا دیکھو تو انہیں الگ الگ کر دو، کیونکہ یہ دونوں خیر و بھلائی کے سلسلے میں کبھی اکٹھا نہیں ہوں گے''۔ (ملاحظہ ہو: وقعۃ صفین، ص: ۲۱۸، ۲۱۹، الغد یر للامینی ۱۲۸/۲)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر انہیں اکٹھا دیکھو تو انہیں الگ کر دو کیونکہ وہ دھوکا دہی کے علاوہ کسی دوسرے معاملہ میں یکجا ہو ہی نہیں سکتے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۸۹/۷، تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۶۹/۴۶)

اس شبہ کے مختلف جواب دیئے گئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

پہلا جواب: سند یہ ناحیہ سے یہ روایت ضعیف جدا ہے۔ پہلی روایت کی سند میں نصر بن مزاحم متروک راوی ہے۔ (ملاحظہ ہو: الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی ۱۶۰/۳)

دوسری سند میں سعید بن عبدالرحمٰن مجہول راوی ہے۔ (لسان المیزان ۳۶/۳) اور اس کے والد بھی مجہول ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد للہیثمی ۴۹۶/۷)

دوسرا جواب: اس روایت کے الفاظ پر غور کریں ''**مااجتمعا الا علی غدر**'' اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ دونوں دھوکے باز ہیں اور یہ صفت ان کے اندر پائی جاتی ہے یعنی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی دھوکے باز ہیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس صفت سے متصف ہیں۔ **نعوذ بالله من ذلك**، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق سے ایسا وہم و گمان رکھنا بھی سنگین جرم اور اہل سنت والجماعت کے منہج کے خلاف ہے اور آپ تصور کریں کہ جس عظیم صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف سرایا اور جنگوں کی قیادت سونپی ہو اور مختلف علاقوں کا گورنر متعین کیا ہو تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کی غداری اور خیانت سے آگاہ ہوں، اسے ذمہ داری بھی سونپیں۔ (بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، ص: ۲۶۹)

تیسرا جواب: اس روایت میں ہے ''**مااجتمعا الا علی غدر**'' حالانکہ یہ باطل ہے، اس وجہ سے کہ غزوہ حنین، فتح مکہ اور حجۃ الوداع جیسے اہم مواقع پر دونوں ایک ساتھ شریک رہے جو بلاشبہ تمام مسلمانوں کے لئے باعث خیر و بھلائی تھے تو اس بات کی صداقت مسلم نہیں ہے، اسی طرح فتوحات شام میں بھی دونوں ہمراہ رہے۔ (بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، ص: ۲۶۹)

تیسرا شبہ: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ دنیاداری اور حصول منفعت و مفاد کے لئے معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل ہوئے تھے:

اس شبہ کے بھی مختلف جوابات دیئے گئے ہیں:

پہلا جواب: صحابہ کرام کے تعلق سے ایسی باتیں ہرگز مناسب نہیں ہیں کیونکہ ان کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر اثر ہوئی تھی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی حقارت، بے وقعتی اور بے ثباتی کی تعلیم حاصل کی تھی تو ان کے بارے میں اتنی سطحی باتیں سوچنا سنگین گناہ ہے اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے تو جیش سلام کے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے برملا کہا تھا کہ ان کے اسلام کا مقصد دنیوی مال و منال یا اغراض و مقاصد نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد اللہ جل شانہ کی خوشنودی ہے۔ (مسند احمد ۱۷۸۰۲، اسے امام حاکم نے مستدرک ۱۲۳۰/۲ میں صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے اس پر تعاقب نہیں کیا ہے۔)

مزید برآں، اس وقت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی عمر اسی سال سے زائد تھی۔ یہ حد درجہ مضحکہ خیز بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک انسان نے پوری زندگی ورع و تقویٰ اور دین اسلام کی سربلندی میں گزارا ہوا اور اسی سال کی عمر میں دنیاداری جیسی چیزوں میں ملوث ہوگا۔ (بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، ص: ۲۹۰)

دوسرا جواب: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت میں داخل ہونے کا فیصلہ اجتہادی تھا، دنیوی مال و منال کے غرض سے نہیں تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل کا علم ہوا تو حد درجہ خوفزدہ ہو گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں پورے واقعہ کی اطلاع دی۔ مسند احمد میں ہے: جب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عمرو بن حزم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ تمہیں ظالم جماعت قتل کرے گی۔ چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار قتل کر دیئے گئے تو کیا ہوا؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہیں ظالم جماعت قتل کرے گی۔ معاویہؓ نے ان سے کہا کہ تم اپنے ہی دام میں پھنس گئے، کیا

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

اسعد اعظمی/جامعہ سلفیہ، بنارس

تعارف کتاب

"المرأة بين هداية الإسلام وغواية الإعلام"

تالیف: مولانا صلاح الدین مقبول احمد

اسلامی شریعت اور اصول وقوانین پر سوالات یا اعتراضات کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ البتہ نیت اور ہدف میں بڑا تفاوت ہوتا ہے۔ کسی سائل یا معترض کے سوال کا مقصد علم میں اضافہ یا حقیقت تک پہنچنا ہوتا ہے تو کسی کا مقصد نقد وتنقیص اور طعن وتشنیع ہوتا ہے۔ کوئی سنی سنائی باتوں یا گمراہ کن پروپیگنڈوں کے جال میں پھنس کر سائل اور معترض بن بیٹھتا ہے۔ لہٰذا اگر مقصد اور نیت درست نہیں ہے تو جواب کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور تسلیم کا دور دور تک امکان نہیں ہوتا چاہے دلائل کا انبار لگا دیا جائے اور دن کے اجالے کی طرح حقیقت کھول کر رکھ دی جائے۔ پھر بھی ہمارا دعوتی فریضہ ہے کہ حقائق کو واضح کرنے اور غلط فہمیوں کے ازالے میں کسی سستی یا پس وپیش کا مظاہرہ نہ کریں اور "إن عليك إلا البلاغ" کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور یہ ایمان رکھیں کہ ہدایت کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جب جس کو چاہے ہدایت سے نواز دے۔ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِيْ مَن يَشَاءُ﴾

عورتوں کے تعلق سے اسلام کے موقف کو لے کر بھی وقتاً فوقتاً سوالات اٹھائے جاتے ہیں اور دبے یا کھلے لفظوں میں یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام نے اس صنف کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ یہاں بھی سارے معترضین یکساں ہدف نہیں رکھتے بلکہ بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو معقول جواب پر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور حقیقت کے اعتراف میں بخل سے کام نہیں لیتے، یہاں تک کہ بسا اوقات وہ اسلام کے خادم بلکہ پرجوش مبلغ بن جاتے ہیں۔

علمائے اسلام اور ماہرین دین نے ہر دور میں اسلام اور اس کی تعلیمات پر ہونے والے اعتراضات اور شکوک وشبہات کا مدلل ومبرہن جواب دیا ہے اور دین کا بھرپور دفاع کیا ہے۔ زیر تعارف کتاب "المرأة بين هداية الإسلام وغواية الإعلام" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس مضمون میں اسی کتاب کا تعارف کراتے ہوئے مصنف گرامی قدر کی ان آراء ودلائل کے نمونے بھی پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی جو اس موضوع سے متعلق وارد ہونے والے شکوک وشبہات کے دفعیہ میں انھوں نے پیش کی ہیں۔

مصنف: کتاب کے مصنف مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی (تاریخ پیدائش ۱۵/جنوری ۱۹۵۶ء) ہیں، جن کا تعلق ضلع بلرام نگر یوپی سے ہے۔ آپ جامعہ سلفیہ بنارس کے نامور فضلاء میں سے ہیں، فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بھی آپ نے تعلیم حاصل کی ہے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۸۲ء سے کویت میں مختلف دعوتی، تدریسی اور علمی وتحقیقی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔ کچھ عرصہ ابوالکلام آزاد اویکننگ سنٹر نئی دہلی میں مختلف دعوتی وعلمی امور کے مشیر کی حیثیت سے بھی ذمہ داریاں انجام دی ہیں۔

مولانا کے سیال قلم سے صرف عربی زبان میں اب تک ڈھائی درجن سے زائد تالیفات، تحقیقات اور تعریبات منظر عام پر آچکی ہیں۔ تالیفات میں زیر تعارف کتاب کے علاوہ "إمام الهند أبو الكلام آزاد: مآثره العلمية والسياسية"، "معارف شيخ الإسلام ابن تيمية: معالم الانطلاقة الكبرى للإصلاح والتجديد"، "زوابع في وجه السنة قديما وحديثا" وغیرہ شامل ہیں۔ تحقیقات میں "جامع البيان في تفسير القرآن" لصفي الدين الإيجي، "الزهر النضر في حال الخضر" لابن حجر العسقلاني، "المتواري في تراجم البخاري" لابن المنير الإسكندراني الخ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اب تک اردو کی پانچ کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کر چکے ہیں جن میں مولانا ابوالکلام آزاد کی "تذکرہ" اور مولانا آزاد ہی کی "تذکرہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ" انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ اردو زبان میں بھی دس کتابیں ہیں جن میں "محاسن اسلام"، "پاکیزہ شاعری: اہمیت اور ضرورت"، "مسدس شاہراہ دعوت" وغیرہ شامل ہیں۔ آپ شعر وشاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں، اور مصلح نوشہروی کے قلمی نام سے آپ کی منظومات شائع ہوتی ہیں۔ تقبل الله مساعيه وبارك في جهوده.

کتاب کا تعارف: کتاب "المرأة بين هداية الإسلام وغواية الإعلام" ۱۹۹۷ء میں پہلی بار کویت کے ایک مکتبہ سے شائع ہوئی تھی۔ کتاب کے نسخے ختم ہو جانے کے بعد اس پر نظر ثانی اور مفید اضافوں کے ساتھ اس کا دوسرا ایڈیشن "دار إيلاف الدولية للنشر والتوزيع" کویت سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔ یہ نسخہ مکمل چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے اساسی موضوعات کی فہرست درج

ذیل ہے:

المرأة وإهانة أنوثتها في المجتمعات الجاهلية القديمة، المرأة وتكريم أنوثتها في الإسلام، خصائص الأنوثة، التدابير الوقائية للحفاظ على خصائص الأنوثة، أنوثة المرأة ورد اعتبارها في الإسلام، مجالات الاعتبار بأنوثة المرأة في الإسلام، تعدد زواج النبي ﷺ: غاياته ومصالحه، حيثيات المرأة في المجتمع الإسلامي، قضايا المرأة وحتمية الحل الإسلامي، الانحراف عن الفطرة وخطره على الكيان الإنساني، الخاتمة.

مصنف نے منہج تالیف ذکر کرتے ہوئے پہلے ایڈیشن کے مقدمہ میں لکھا ہے:

”تعرض هذه المواضيع كلها في ضوء الكتاب والسنة الصحيحة، مع الأبحاث العلمية والدراسات الحديثة وشهادات الواقع في هذا الكتاب.....“ (ص:١٤)

طبع دوم کے مقدمہ میں مزید وضاحت کے ساتھ رقم طراز ہیں:

”هذا الكتاب يتناول قضايا المرأة من جميع نواحيها، ويناقشها في ضوء أدلة النقل والعقل والواقع، ويبرز جوانب الإنصاف معها في الإسلام، ويشير إلى الحكم البالغة في تشريع رب العالمين حولها، ويقدم الشواهد والدلائل من واقع الغرب، التي يتسفل في إغوائها المتعمد، ويحثها على مناقضتها للفطرة التي فطرها الله عزوجل عليها، وكل ذلك تحت شعار زائف من التحرر والتكريم والتقدم، لتواكب تطورات العصر الحاضر، وتساير الركب الحضاري المزعوم.“ (ص:١٠-١١)

بنیادی موضوعات کی فہرست اور مصنف کے مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ عورتوں سے متعلق اکثر مسائل کا اس کتاب میں احاطہ کیا گیا ہے اور صرف معروضی انداز میں اسلام کا موقف بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ موضوع سے متعلق دلائل نقلیہ کے ساتھ دلائل عقلیہ بھی پیش کیے گئے ہیں، معاصر عقائد ونظریات اور زمینی حقائق بھی سامنے رکھے گئے ہیں۔ جن جن مسائل میں اسلام میں عورت کے ساتھ نا انصافی کا رونا رویا جاتا ہے ان کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ گھڑیالی آنسو بہانے والوں کو آئینہ بھی دکھایا گیا ہے اور ان کے مذہب، کلچر اور سماج میں اس صنف کے ساتھ ہونے والی نا انصافیوں اور زیادتیوں سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے۔

مصنف نے ہر موضوع پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد اخیر میں ”اعترافات“ کا عنوان لگا کر اس موضوع سے متعلق انصاف پسند مغربی مفکرین کی تحریروں سے اقتباسات نقل کیے ہیں جو نہ صرف اسلامی اور قرآنی موقف کی تایید واقرار کو متضمن ہوتے ہیں بلکہ دیگر مذاہب ونظریات میں اس تعلق سے پائی جانے والی بے اعتدالیوں اور نا انصافیوں کو بھی واشگاف کرتے ہیں۔

مرد اور عورت کے درمیان پائے جانے والے متعدد نوع کے فرق کو جن میں طبیعت اور مزاج کا فرق اور جسمانی ساخت کا فرق بھی شامل ہے اس کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہوئے علمائے نفس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد وعورت کے درمیان پایا جانے والا فرق صرف ظاہری اور ثقافتی نہیں ہے بلکہ طبیعی اور فطری بھی ہے اور کہا گیا ہے کہ جبل گردد، جبلت نمی گردد، جسم کے ذرات اور لاکھوں خلیات اعلان کرتے ہیں کہ ﴿وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَى﴾ (ص:٨٨-٨٩)

حالت حیض کے تعلق سے قرآنی آیت ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُواْ النِّسَاء فِي الْمَحِيضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىَ يَطْهُرْنَ -سورہ بقرہ: ٢٢٢﴾ ذکر کرنے کے بعد حیض کی حالت میں رونما ہونے والے جسمانی عوارض، حائضہ عورت کے مزاج اور اس کی صحت پر پڑنے والے اثرات کو گنانے کے بعد اس حالت میں اسلام کی طرف سے عورت کو ملنے والی رعایتوں اور خصوصیتوں کی حکمت پر روشنی ڈالی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ حائضہ عورت کے تعلق سے اسلام کا موقف یہود ونصاریٰ کے موقف سے الگ اور ممتاز ہے، کیونکہ یہودی اس تعلق سے تفریط کا شکار ہیں کہ حالت حیض میں عورتوں کو گھر سے باہر نکال دیتے ہیں تو دوسری طرف نصاریٰ افراط میں مبتلا ہیں اور اس حالت میں بھی مجامعت روا رکھتے ہیں اور حیض کے خون کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ (ص:٩٦-٩٧)

اسی نوعیت کی گفتگو حمل، وضع حمل اور نفاس ورضاعت کے سلسلے میں کی ہے اور اسلامی موقف کے امتیاز اور ان افکار ونظریات کے ظلم کو واضح کیا ہے جو عورت کو اس کے گھر سے باہر نکالنے اور ملازمتوں اور ڈیوٹیوں میں مرد کے شانہ بشانہ کھڑا رکھنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حمل اور وضع حمل کے موقع پر عورت کی صحت پر جو اثرات واقع ہوتے ہیں اور جن مشقتوں سے ایک عورت دوچار ہوتی ہے اس پر بالتفصیل گفتگو کرنے کے بعد اس تعلق سے قرآنی آیت ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا -سورہ احقاف: ١٥﴾ کے ایجاز اور اعجاز کو واضح کیا ہے۔ (ص:٩٨-١٠٥)

”المرأة وخصائصها الجسدية والعقلية والنفسية“ کے عنوان سے مصنف ذی وقار نے مرد وزن کے درمیان موجود جسمانی، عقلی اور نفسیاتی فرق پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور علم طب اور سائنس اور نفسیات وغیرہ کے ماہرین کی آراء نقل کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح ایک عورت فطری طور پر مرد کے مقابلے میں جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے منفرد وممتاز ہے۔ اسی طرح ذمہ داریوں اور مختلف

کاموں میں بھی اس کا دائرہ الگ ہے۔ اور یہ سراسر ظلم ہے کہ مرد کی مخصوص ذمہ داریوں میں عورت کی برابری کا مطالبہ کیا جائے بالکل اسی طرح جس طرح یہ ظلم کی بات ہوگی کہ مرد سے عورت کی مخصوص ذمہ داریوں جیسے حمل، وضع حمل، رضاعت اور حضانت وغیرہ میں شرکت کا مطالبہ کیا جائے۔

مرد اور عورت کے دماغ اور عقل میں بھی نمایاں فرق پایا گیا ہے، علم النفس اور طب جدید کے ماہرین اس کا اقرار کرتے ہیں، مصنف نے ان فنون کے رجال کی تحقیقات اور نتائج کے حوالے سے اپنی گفتگو کو مدلل اور مبرہن فرمایا ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت کے بیچ پائے جانے والے نفسیاتی اختلاف اور فرق کو نقل وعقل کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ عورت کو حیض، نفاس، حمل، ولادت، رضاعت اور حضانت وغیرہ کے مختلف مراحل سے گذرنا ہوتا ہے اور مختلف جسمانی، طبی، ذہنی اور نفسیاتی عوارض اور تقلبات کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ ان ہی فوارق اور اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ نے مرد اور عورت دونوں کا الگ الگ دائرہ کار متعین کیا ہے اور دونوں کوالگ الگ ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ عورتوں کو بعض جوانب میں ضعف اور نقص کا سامنا ہے تو اس کے مقابل کچھ معاملات میں ان کو تفوق اور برتری بھی حاصل ہے۔

اس ضمن میں مصنف نے آیت کریمہ ﴿وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى -سورہ بقرہ: ۲۸۲﴾ اور اس تعلق سے وارد احادیث صحیحہ کا ذکر کر کے اس معاملہ میں مرد وزن کے فرق کو واضح فرمایا ہے، ادلہ نقلیہ کے ساتھ ماہرین طب کے مطالعہ اور تحقیقات کا بھی حوالہ دیا ہے۔

عورتوں کے مختلف النوع خصائص وامتیازات کا تذکرہ کرنے کے بعد مصنف نے بجا طور پر فرمایا کہ:

”ان سب کے بعد بالکل انصاف کی بات نہ ہوگی کہ عورت سے مردوں کے مخصوص میدان عمل میں اترنے کا مطالبہ کیا جائے، مثلاً:

- اسلحہ اٹھانا، سرحدوں کی حفاظت کرنا، میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانا
- بڑی بڑی ذمہ داریاں اٹھانا جیسے وزارت، سفارت اور قضا وغیرہ
- فیکٹریوں، کمپنیوں، تجارتی کمپلیکسوں اور کھیت کھلیان میں کام کرنا
- صبح سویرے سے دیر رات تک اجنبی مردوں کے ساتھ آفسوں اور اداروں میں ڈیوٹی دینا
- مجلسوں، اجتماعوں، سیمیناروں اور کانفرنسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا الخ

(ص: ۱۳۳-۱۳۴)

اسلام نے عورتوں کی فطرت اور ان کی نسوانیت کی رعایت کرتے ہوئے متعدد ذمہ داریوں کا انہیں مکلف نہ بنا کر ان ذمہ داریوں کو مردوں کے ساتھ خاص کیا ہے، یا دونوں کے معاملے میں فرق کیا ہے، مثلاً امامت عظمیٰ، جہاد، قوامیت، طلاق، دیت، گواہی، میراث، تعدد زوجات، جزیہ، قسامہ، جمعہ وجماعت، بغیر محرم کے حج...... الخ۔ فاضل مصنف نے ان میں سے ہر جزیئے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور زمینی حقائق اور انصاف پسند غیر مسلم مفکرین واسکالرس کی تحریروں کو سامنے رکھتے ہوئے ان مسائل میں اسلام کے موقف کی حقانیت اور حکمت ومنطقیت کو واضح کیا ہے۔

تعدد زوجات کے مسئلے کو خاص طور سے مصنف نے تقریباً پچاس صفحات میں بالتفصیل بیان کیا ہے اور متعدد گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کی چند ذیلی سرخیاں ملاحظہ ہوں:

حكمة الاقتصار على الأربع، تعدد الزوجات في صالح النساء (زيادة نسبة الإناث على الذكور، قلة الرجال لأجل الحروب، ظروف المرأة الشخصية) تعدد الزوجات في مواجهة الواقع، لماذا لا يباح للمرأة تعدد الأزواج، رعاية جانب المرأة في التعدد، محاسن التعدد، آخر میں **”تعدد زواج النبي ﷺ: غاياته ومصالحه“** کی سرخی قائم کر کے اس پر بالتفصیل گفتگو کی ہے اور ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کا تعارف کراتے ہوئے ان سے شادی کی مصلحتوں اور حکمتوں کا ذکر کیا ہے، اسی ضمن میں بہت سارے سوالات کا جواب بھی آ گیا ہے۔

اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے پاس دو بیویاں تھیں
عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کے یہاں پانچ بیویاں
یعقوب علیہ السلام کے یہاں چار بیویاں
بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے جدعون نامی نبی کے پاس لاتعداد بیویاں
موسی علیہ السلام کے پاس تین بیویاں
داود علیہ السلام کے پاس سو (۱۰۰) بیویاں

سلیمان علیہ السلام کے پاس سات سو آزاد بیویاں اور تین سو لونڈیاں انتہائی خوب صورت اناجیل میں کہیں بھی تعدد ازدواج کی حرمت کی نص نہیں ملتی، بلکہ پولس کے بعض رسائل سے تعدد کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔ ان ہی وجوہات سے قدیم نصاری میں بہت سے لوگ ایک سے زائد بیویاں رکھتے تھے۔

...تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام یہودی وعیسائی مستشرقین کے یہاں ہر طرح کی عزت واحترام کے مستحق ہیں کیوں کہ ان کو ان انبیاء سے نسبت حاصل ہے۔لیکن ہمارے نبی ﷺ پر الزام لگاتے ہیں کہ حد درجہ شہوت پرست تھے، محض اس لیے کہ آپ نے وفات کے وقت نو (۹) بیویاں چھوڑیں، جن میں سے آٹھ (۸) ثیبہ، بیوہ اور مطلقہ تھیں، بعض تو بوڑھی تھیں، ان میں سے صرف اور صرف ایک نوجوان تھیں۔

جن انبیاء نے سو اور ہزار بیویوں سے شادیاں کیں وہ محبوب اور قابل تعریف، اور جو صرف نو کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے وہ کسی عزت واحترام کے مستحق نہیں۔ایسے ہی یہ لوگ دو پیمانوں سے ناپتے ہیں اور اسلام اور اہل اسلام سے بغض رکھتے ہیں خاص طور سے نبی اکرم ﷺ سے۔(۲۶۹-۲۷۰)

بحث کے اخیر میں اس تعلق سے انصاف پسند مغربی مفکرین کے اعترافات بھی نقل کیے ہیں۔انگریز مفکر توماس کارلیل کی تحریر کا درج ذیل اقتباس خاص طور سے اہم ہے:

''محمد (ﷺ) بالکل شہوانی شخص نہیں تھے، اگر چہ کہ آپ کے اوپر ظالمانہ طور پر اس کا الزام لگایا گیا ہے۔یہ حد درجہ ظلم اور زبردست غلطی ہوتی اگر آپ کو ہم شہوانی شخص گمان کریں، جس کو لذت کوشی کے علاوہ کسی چیز سے مطلب نہ ہو، ایسا بالکل نہیں، ہر طرح کی لذت کوشی سے آپ حد درجہ دور تھے۔'' (بحوالہ: محمد عند علماء الغرب، ص: ۲۷)

عورتوں کی ملازمت، مرد وزن کے مابین مساوات کا نظریہ، آزادئ نسواں کا مطالبہ، ان موضوعات کو بھی کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے، اور ان نعروں اور مطالبوں کے پس پشت چھپے عزائم اور ارادوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ساتھ ہی متعدد مغربی مفکرین بشمول خواتین کے تاثرات اور تجربات سے بھی استناد کیا گیا ہے۔

کتاب کے اخیر میں مآخذ ومراجع اور مشتملات کی فہرست ہے۔ مراجع میں ۶۷ رکتابوں کا اندراج ہے، ان میں سے متعدد کتابیں انگریزی سے عربی میں مترجم ہیں۔

۴۰۰ رصفحات پر مشتمل یہ وقیع کتاب اپنے موضوع پر ایک جامع دستاویز ہے۔ اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ''شهد شاهد من أهلها'' کا مرقع ہے اور اسی مغربی دنیا کے عقلا ومنصفین کے اعترافات اور شہادات پر مشتمل ہے جس مغربی دنیا کے تیر ونشتر اکثر وبیشتر اسلام اور اس کی تعلیمات کو ہدف بناتے ہیں۔درحقیقت یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے انگلش اور اردو دونوں زبانوں میں منتقل کیا جائے تا کہ اس کا پیغام عام ہو اور حقیقت کے متلاشیوں تک حقیقت کی رسائی آسان ہو۔واللہ ولی التوفیق۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۱ کا)

انہیں ہم نے قتل کیا ہے؟ انہیں علی اور ان کے حامیوں نے قتل کیا ہے، انہیں وہ لوگ لے کر آئے اور ہمارے نیزوں اور تلواروں کے سامنے ڈال دیا۔(مسند احمد/۱۷۷۷۸، ہیثمی نے مجمع الزوائد ۷/۲۴۴ میں کہا ہے کہ احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے محمد بن عمرو کے، وہ ثقہ ہے، شعیب ارناؤوط نے مسند کی تخریج/۱۷۷۷۸ میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔)

تیسرا جواب: احادیث نبویہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں جماعتوں کی تعریف فرمائی ہے اور دونوں کو عظیم قرار دیا ہے۔ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ'' یعنی میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔(صحیح بخاری/۲۵۵۷) ہمیں معلوم ہے کہ دوسری جماعت کے سربراہ معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے وزیر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تَمرُقُ مارِقَةٌ على حينِ فُرقَةٍ من المسلمينَ فتقتُلُهم أدنى الطَّائفتينِ إلى الحقِّ'' یعنی مسلمانوں کے اختلاف کے وقت ایک جماعت نکلے گی جنہیں حق سے قریب تر جماعت قتل کرے گی۔(صحیح مسلم/۱۰۶۴)

دونوں جماعتوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم قرار دیا ہے اور دونوں کو مسلمان قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ حق سے قریب تر جماعت خوارج سے قتال کرے گی گویا اس سے مراد علی رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے، اس میں دونوں جماعتوں کے مابین جنگ کی پیشین گوئی بھی موجود ہے کیونکہ اس جنگ کے نتیجے ہی میں مسئلہ تحکیم کا بہانہ کر کے خوارج دونوں جماعتوں کی تکفیر کرنے لگے اور دونوں جماعتوں سے علاحدگی اختیار کر لی۔اگر عمرو بن عاص اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما مال ومنال اور حکومت وبادشاہی کے لئے لڑے ہوتے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں عظیم کیوں قرار دیتے؟

چوتھا جواب: یہ کیوں کر ممکن ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں یہ خیال رکھیں کہ وہ دنیاوی آرام وآسائش اور مال ومنال کے غرض سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ہوگئے تھے اور ان کا یہ اقدام اجتہاد کی بنیاد پر نہیں تھا جبکہ یہ پورا قصہ ہی ثابت نہیں ہے۔

صحابہ تو دور کسی عام انسان کی طرف بھی کوئی بات بلا دلیل منسوب نہیں کر سکتے ہیں، اس وجہ سے اس طرح کی بے سروپا کی باتیں اس جلیل القدر صحابی کے تعلق سے پھیلانے سے گریز کرنا چاہئے۔ ☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

کیرالا کے وائناڈ میں لینڈ سلائڈنگ کے باعث بھاری جانی ومالی نقصان پر اظہار رنج وغم

دہلی ۲ راگست ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اپنی ایک پریس ریلیز میں صوبہ کیرالہ کے شہر وائناڈ میں بھاری لینڈ سلائڈنگ جس میں دوسوسے زائد افراد لقمہ اجل بن گیے پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔علاوہ ازیں ملک کے دیگر حصوں میں بھی قدرتی آفات کے نتیجے میں جو نقصانات ہوئے ہیں ان پر بھی اپنے دکھ کا اظہار کیا اور راحت رسانی کا مطالبہ کیا۔

امیر محترم نے اپنی پریس ریلیز میں اس قدرتی آفت کے متاثرین سے اظہار ہمدردی کیا ہے اور متاثرہ علاقوں کے باشندگان سے اپیل کی ہے کہ ان مشکل حالات میں وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں اور آپسی بھائی چارہ اور باہمی تعاون کا خاص خیال رکھیں۔علاوہ ازیں تمام ہمدردان قوم سے بلاتفریق مذہب وملت اپیل کی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مصیبت کی اس گھڑی میں خاطر خواہ امداد کریں۔ساتھ ہی صوبائی ومرکزی حکومتیں جو راحت رسانی کے کام میں کافی مستعد نظر آرہی ہیں ان سے مطالبہ کیا ہے کہ متاثرین کی راحت رسانی، باز آبادکاری اور نقصانات کے معاوضہ کے سلسلہ میں مزید مناسب اقدامات کریں، اس میں کسی قسم کی تساہلی نہ برتی جائے اور انتظامیہ کو پوری طرح چوکس کر دیا جائے۔

پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کیرالا میں صوبائی اکائی راحت رسانی کا کام جس بڑے پیمانے پر انجام دے رہی ہے وہ لائق ستائش ہے اور حالات کی سنگینی اس بات کی متقاضی ہے کہ یہ کوششیں جاری وساری رہیں۔

امیر محترم نے اپنے اخباری بیان میں مزید کہا کہ اتنے بڑے پیمانے پر جان ومال کی تباہی وبربادی، قدرتی نظام کا حصہ ہے اور اس طرح کی آفات، زمین پر ہم انسانوں کے ظلم اور گناہوں کے عام ہونے کی وجہ سے ہی آتی ہیں اور اللہ تعالی سنبھلنے کے لئے کبھی کبھی اپنی نشانیاں ظاہر کرتا ہے، لہٰذا بندوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں۔

کشمیر سے کنیا کماری تک بلاتفریق مسلک تقریبا پانچ سو قراء اور حفاظ کی آمد

دہلی: ۲ راگست ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بیسواں دوروزہ آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا آغاز کل مورخہ ۳ راگست ۲۰۲۴ء کو صبح آٹھ بجے اہلحدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں نہایت ہی تزک واہتمام کے ساتھ ہو رہا ہے جو کہ مورخہ ۴ راگست ۲۰۲۴ء کی شام تک جاری رہے گا۔اس مسابقہ میں کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک کے دینی مدارس، عربی جامعات اور عصری، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے تقریبا پانچ سو حفاظ وقراء اور طلبہ شریک ہو رہے ہیں اور بحیثیت حکم بلاتفریق مسلک ملک کے مقتدر جامعات و مدارس سے مشہور قراء تشریف لا رہے ہیں۔یہ جانکاری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری اخباری بیان میں دی گئی۔

پریس ریلیز کے مطابق مسابقہ کا افتتاحی اجلاس کل مورخہ ۳ راگست ۲۰۲۴ء کو آٹھ بجے صبح منعقد ہوگا اور دس بجے صبح سے باضابطہ مسابقہ کے تمام زمروں کے امتحانات کا آغاز ہوجائے گا۔ان شاءاللہ، جو مورخہ ۴ راگست ۲۰۲۴ء، اتوار کی شام تک جاری رہے گا اور اسی روز بعد نماز مغرب اس مسابقہ کا اختتامی اجلاس اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں منعقد ہوگا جس میں اکابرین جماعت وملک وملت کے ہاتھوں پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب طلباء کے مابین انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔

اس موقع پر مرکز جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اس مسابقہ کے اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم پروردگار عالم کا نازل کردہ ایک مکمل نظام حیات اور کتاب رشد وہدایت ہے اور اس میں ملت اسلامیہ ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کی فوز وفلاح، عروج وازدہار، امن وشانتی، اخوت ومحبت اور سعادت وفیروزمندی کا راز مضمر ہے۔یہ ایسا نسخہ ہے جس کو اپنا کر قومیں سرخرو، اقبال منداور کارزار حیات میں فتحیاب ونیک نام ہوئیں اور جس سے روگردانی کی پاداش میں زوال وانحطاط، ذلت وپستی، خوف دہشت اور شقاوت وبدبختی سے دوچار ہوئیں۔آج جب کہ دنیا ترقی کے ہزار بلند بانگ دعوے کے باوجود مختلف قسم کے عائلی، سماجی، معاشی، روحانی، جسمانی، تہذیبی، جغرافیائی، سیاسی اور ملکی و بین الاقوامی مسائل وچیلنجز سے نبرد آزما اور حقیقی چین وسکون، امن وشانتی، خیریت وسعادت کی متلاشی ہے ایسے نازک ترین وقت میں قرآن کریم کی تعلیم وتعلم ساری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بیسواں دوروزہ آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا حسن آغاز کل مورخہ ۳ راگست سے

انسانیت کی خیریت وبہتری اورامن وسعادت کی شاہ کلید ہے۔

امیر محترم نے مزید فرمایا کہ قرآن کریم کے پیغام امن وانسانیت کو عام کرنے، اس کی تعلیم وتدریس، تلاوت وتفہیم اوراس پرعمل کوملک ومعاشرہ میں رواج دینے اورنئی نسل کے اندر مسابقتی ذوق ورجحان پیدا کرنے کی غرض سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہرسال آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقدکرتی ہے، جس کے خوشگوار اثرات الحمدللہ قومی وملی سطح پرمحسوس کیے جارہے ہیں۔

واضح رہے کہ اس مسابقے کے کل چھ زمرے ہیں، زمرہ اول حفظ قرآن کریم مکمل، دوسرا زمرہ دوم حفظ قرآن کریم بیس پارے، تیسرا زمرہ حفظ قرآن کریم دس پارے، چوتھا زمرہ حفظ قرآن کریم پانچ پارے، پانچواں زمرہ ناظرہ قرآن کریم مکمل، چھٹازمرہ ترجمہ وتفسیر قرآن کریم پرمشتمل ہے۔

قرآن کریم کتاب ہدایت وسعادت اورنسخہ امن و انسانیت ہے/اصغرعلی امام مہدی سلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام بیسویں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کاحسن آغاز پورے ملک سے پانچ سوحفاظ وقراء کاروح پرور اجتماع

دہلی،۳۱؍اگست ۲۰۲۴ء

قرآن کریم کوسیکھنے اورسکھانے والے دونوں علی الاطلاق دنیاکے سب سے بہترلوگ ہیں۔قرآن کریم ہرمؤمن صادق سے مطالبہ کرتاہے کہ وہ اسے ہرہرشخص کے دل تک پہنچائے تاکہ اس کاپیغام عام ہواورمقصدنزول پوراہو۔یہ ہرانسان کاحق ہے جوامت پرواجب ہے۔طالبان علوم نبوت وحاملین قرآن کریم کوایک لمحے کے لیے بھی نظراندازنہیں کیاجاناچاہیے۔ان کی اہمیت وفضیلت کانہ صرف اعتراف کرناچاہیے بلکہ خاطرخواہ عزت افزائی کرنی چاہیے۔آج آپ جس نسبت سے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ بڑی ہی اہم نسبت ہے اور جس بوجھ کوآپ اٹھائے ہوئے ہیں وہ بڑی ہی اہم امانت ہے۔قرآن کریم کواس طرح پڑھناجس طرح نازل ہوااوراس پرعمل کرنافرض ہے۔ان خیالات کا اظہارامیرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہندمولانااصغرعلی امام مہدی سلفی نے کیا۔موصوف مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام بیسویں آل انڈیا مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے افتتاحی اجلاس میں صدارتی خطاب فرمارہے تھے۔

امیر محترم نے کہا کہ قرآن ہوگا تو امن کا بول بالا ہوگا ،انسانیت نوازی اوراخوت ومحبت کی اسلامی تعلیمات عام ہوں گی،امن وقانون کو بالادستی حاصل ہوگی۔اس کے پیغام امن وشانتی کوکبھی فراموش نہیں کرنا ہے۔اس بات کو یاد رکھیے اورذہن ودماغ میں جاگزین کرلیجیے کہ ہمیں اس کے پیغام امن وانسانیت کو عام کرنا ہے۔آپ حضرات دلجمعی کے ساتھ مسابقہ میں شرکت کیجیے اورانعام کے مستحق قرار پائیے، آپ اگرسب سے پیچھے رہ بھی گئے تب بھی آپ اس قرآن کریم کی نسبت سے بہت ہی اعلیٰ مرتبہ پرفائز ہیں۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں مسابقہ میں شریک تمام قراء وحفاظ کاشکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ کے والدین اور جن مدارس و جامعات، اسکول و کالج اور یونیورسٹیوں نے آپ کوبھیجاہے اور جہاں آپ قرآن کی تعلیم حاصل کررہے ہیں سبھی برابر کے شکریے کے مستحق ہیں۔یہ مدرسے دین کے قلعے اورانسانیت سازی کے کارخانے ہیں اورآپ ان کی حفاظت پر مامور سنتری ہیں۔ان قلعوں نے ساری دنیاکوفتح کیااورانسانیت کابول بالا کیا۔انسانیت کواس کا بھولا ہواسبق یاددلایا۔جب تک یہ ادارے زندہ جاوید ہیں چاہے جھونپڑی کی شکل ہی میں کیوں نہ ہوں ان کی حیثیت قلعوں ہی کی رہے گی اوران کی زندگی کے ساتھ ہی انسانیت زندہ ہے۔یہ سبق اس وقت دنیاکوپڑھانے کی ضرورت ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام اس بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا شاندار آغاز آج صبح نوبجے صبح بمقام جامع مسجد اہل حدیث کمپلیکس،اوکھلا،نئی دہلی میں عمل میں آیا۔اس اجلاس کا آغاز قاری عبدالنور کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔پھر ناظم اجلاس وکنوینز مسابقہ ڈاکٹرمحمد شیث ادریس تیمی نے مرکزی جمعیت کی نوع بنوع خدمات پرمختصرا روشنی ڈالتے ہوئے اس مسابقے کوجمعیت کی ہمہ جہت خدمات کی سنہری کڑی قرار دیااور شرکاء مسابقہ،حکم حضرات وشرکاء اجلاس کا خیرمقدم کیا۔مسابقہ کے سلسلہ میں بعض ذمہ داران جمعیت،علماء کرام ومہمانان گرامی نے اپنے گراں قدر تاثرات پیش کئے۔

مرکزی جمعیت کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے شرکاء مسابقہ ومہمانان گرامی کا استقبال کیااور کہا کہ مرکزی جمعیت کے اس پروگرام کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ حفظ وتجوید اورتفسیر قرآن کا جذبہ پیدا ہو۔اس مسابقے میں اتنی بڑی تعداد میں حفاظ وقراء کی شرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ مرکزی جمعیت نے مسابقے کا جس مقصد سے آغاز کیا تھاوہ بہرصورت کامیاب رہاہے۔انہوں نے کہا کہ امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت کی سرگرمیوں کومہمیز دیتے ہوئے اس عظیم الشان پروگرام کا جس طرح مسلسل انعقاد کررہے ہیں وہ اس کے لیے مبارکباد اورشکریہ کے مستحق ہیں۔

مولانا خورشید عالم مدنی ایڈیٹر پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی نے کہا کہ قرآن

کریم ایک عظیم کتاب ہے اور یقیناً یہ تمام نعمتوں پر بھاری ہے۔اس پروگرام کے انعقاد کے لیے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی قابل مبارکباد اور لائق تشکر وامتنان ہیں۔

مسابقہ کے حکم اور دارالعلوم دیوبند (وقف) کے استاذ قاری علاء الدین قاسمی نے جمعیت کے پروگراموں کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ اس کے پروگرام بڑے ہی نمایاں ہوتے ہیں۔اس طرح کے پروگراموں کا فائدہ طلبہ واساتذہ ہی کو نہیں بلکہ عام لوگوں کو بھی ہوتا ہے۔اس سے قبل بھی جمعیت کے پروگراموں میں شریک ہوتا رہا ہوں اور ہر مرتبہ بہتر سے بہتر پایا۔

مرکزی جمعیت کے سرپرست شیخ صلاح الدین مقبول نے کہا کہ شرکاء اپنا مقام سمجھیں اور قرآن کریم کی عملی تفسیر بنیں۔یہ قرآن نہ صرف آپ کے لیے باعث شرف ہے بلکہ قیامت کے دن آپ کے والدین کو اس کی بدولت عزت وشرف کا تاج پہنایا جائے گا۔امیر محترم اور ان کی پوری ٹیم اس مسابقہ کے انعقاد کے لیے قابل مبارکباد ہے۔اللہ تعالیٰ اس ادارے کو قائم ودائم رکھے۔

قاری آفتاب عالم قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند نے کہا کہ قرآن کریم کا حفظ واتقان دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت پر بھاری ہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مسابقہ میں بلاتفریق مسلک حفاظ اور حکم کا اتنی بڑی تعداد میں قراء وحفاظ کی شرکت مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داران کے خلوص اور ان کی غیر جانبداری اور اعتدال پسندی کی دلیل ہے۔میں اس کے لیے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مفتی جمعیت شیخ جمیل احمد مدنی نے کہا کہ ذمہ داران جمعیت کے ذریعہ اس پروگرام کا انعقاد سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی متنوع خدمات کا مبارک تسلسل ہے۔ذمہ داران جمعیت، حکم صاحبان اور شرکاء مسابقہ شکریہ کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ اس سنت کو قائم ودائم رکھے۔

حافظ شکیل احمد میرٹھی سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی نے کہا کہ آج کی مجلس نہایت مبارک ہے۔اس کی نسبت قرآن کریم سے ہے جس کا یہاں مسابقہ ہو رہا ہے۔یہ پروگرام کامیاب ہے۔اس کے لیے ذمہ داران جمعیت مبارکباد کے مستحق ہیں۔میں اس کے لیے ان کا شکرگزار ہوں۔

اس افتتاحی اجلاس میں ڈاکٹر عبدالعزیز مدنی رکن عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، مولانا ابراہیم مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت مشرقی یوپی، مولانا اسعد اعظمی صاحب استاذ جامعہ سلفیہ بنارس، مولانا محمد علی مدنی نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند وامیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار نے بھی اپنے اپنے تاثرات بیان کیے، مسابقہ کو وقت کی بڑی ضرورت قرار دیا اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران خصوصاً امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کو مبارکباد پیش کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔پروگرام کے اختتام پر ناظم مالیات مرکزی جمعیت الحاج وکیل پرویز نے جملہ شرکاء مسابقہ، ان کے والدین، حکم حضرات، ذمہ داران جمعیت کا شکریہ ادا کیا۔

واضح ہو کہ اس مسابقہ میں کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک سے تقریباً پانچ سو حفاظ وقراء اس کے کل چھ زمروں میں شریک ہیں اور مسابقہ میں امتحان کی ذمہ داری ملک کے بلاامتیاز مسلک ومشرب نامور دینی مدارس کے اپنے فن میں ماہر ترین اساتذہ انجام دے رہے ہیں۔اس افتتاحی پروگرام میں شرکاء مسابقہ، حکم حضرات اور ذمہ داران جمعیات ومعززین جماعت اور مدارس وجامعات کے اساتذہ اور طلبہ کے سرپرست حضرات نے شرکت کی۔

پریس ریلیز کے مطابق کل بعد نماز مغرب پورے ملک سے آئے ہوئے مدارس اسلامیہ اور عصری جامعات کے طلباء کے درمیان تقسیم اسناد وانعامات کا پروگرام منعقد ہوگا جس میں ملک وملت اور جماعت کی اہم شخصیات شریک ہوں گی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر ملک وملت اور جماعت وانسانیت سے متعلق امور ومسائل پر غور وخوض پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ۹-۱۰ر نومبر ۲۰۲۴ء کو دہلی میں پورے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوگی

نئی دہلی، ۴ر اگست ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس آج بتاریخ ۴ر اگست ۲۰۲۴ء بوقت دس بجے صبح اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں زیر صدارت مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا۔جس میں ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے معزز ارکان مجلس عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث شریک ہوئے۔اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کا صدارتی خطاب ہوا۔آپ نے مؤقر اراکین اور ذمہ داران صوبائی جمعیات کو خوش آمدید کہا اور صمیم قلب سے ان کی شرکت پر شکریہ ادا کیا اور موجودہ حالات میں دعوت الی اللہ، تعلیم وتربیت، خدمت خلق، انسانی بھائی چارہ، اتحاد واتفاق، قومی یکجہتی، پرامن تعایش باہمی اور رجوع الی اللہ کی اہمیت وضرورت پر زور دیا اور کہا کہ ہر زمانہ میں ہمارے اسلاف کرام کا یہی امتیاز رہا ہے۔بعد ازاں ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث

ہندمولانا محمد ہارون سنابلی کے ذریعہ گزشتہ اجلاس عاملہ کی رپورٹ کی خواندگی عمل میں آئی، جس کی شرکاء اجلاس نے توثیق کی۔اس کے بعد مرکزی جمعیت کی کارکردگی رپورٹ پیش کی گئی جس پر اراکین نے اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔اجلاس میں ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے جمعیت کے آمد وخرچ کے تفصیلی حسابات پیش کیے جس پر مؤقر اراکین نے اعتماد واطمینان کا اظہار کیا۔

اجلاس میں ملی ،جماعتی وملکی اور عالمی اہم امور ومسائل کے سلسلے میں قراردادیں اورتجاویز پیش کی گئیں جنہیں ارکان عاملہ نے اتفاق رائے سے منظور کیا۔ اور طے پایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ۹-۱۰/نومبر ۲۰۲۴ء کو دہلی میں منعقد ہوگی، مجلس عاملہ کی قراردادوں میں عقیدۂ توحید سے پوری انسانیت کو روشناس کرانے اور سیرت نبوی کی اہمیت وافادیت کو اجاگر اور اسلامی تعلیمات سے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ملک میں آپسی بھائی چارہ ،قومی یکجہتی کی ضرورت پر زور اور ایسے بیانات سے گریز کرنے کی اپیل کی گئی ہے جس سے گنگا جمنی تہذیب متاثر ہوتی ہو۔ اسی طرح اعلیٰ امتحانات میں مسلم طلباء کی کامیابی پر انہیں مبارکباد ،عصری وپیشہ وارانہ معیاری تعلیمی اداروں کے قیام کو ملی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں مدارس دینیہ کے خلاف بعض حکومتوں کے جانبدارانہ ومتعصّبانہ رویہ اور مسلم مذہبی مقامات کی مسماری اور مذہبی مقامات تحفظ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے باوجود ان پر دعوے داری پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ غیر قانونی تعمیرات کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی لیکن تعمیرات کے مدتوں بعد انہدامی کارروائی باعث تشویش اور تکلیف دہ ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں ہر طرح کے دہشت گردانہ واقعات کی مذمت کرتے ہوئے عاملہ نے اپنے موقف کا اعادہ کیا ہے کہ اس کو کسی مذہب سے جوڑنا سراسر غلط اور ناانصافی ہے۔اسی طرح ہر طرح کے مجرمانہ، منافقانہ، بزدلانہ خونی حادثات جو کسی بھی سطح پر واقع ہو رہے ہیں کی بھی مذمت کی گئی۔ ملک میں ماب لنچنگ کے بڑھتے واقعات، مہنگائی، شراب نوشی، جہیز اور دیگر مہلک سماجی برائیوں پر اظہار تشویش کرتے ہوئے ان کے انسداد کی اپیل کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کے رابطہ عالم اسلامی کے مجمع الفقہ الاسلامی کا رکن نامزد ہونے اور مسلم پرسنل لا بورڈ کا نائب صدر منتخب ہونے پر موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے حق بحقدار رسید قرار دیا اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دوروزہ سے جاری بیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے ستائش کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں کیرالا، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ میں آفات سماوی سے ہونے والے جانی و مالی نقصانات پر غم وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے حکومتوں اور عوام سے بلاتفریق مذہب متاثرین کی زیادہ سے زیادہ تعاون کی اپیل، فلسطین میں اسرائیل کی جارحانہ اور غیر انسانی کارروائی کی مذمت کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں حج کے ایام میں دوران حج ہونے والی اموات پر پسماندگان سے اظہار تعزیت اور اس سلسلے میں سعودی عرب کے خلاف پروپیگنڈہ کو لائق مذمت قرار دیا گیا علاوہ ازیں ملک وملت اور جماعت کی اہم شخصیات کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

ماہ صفر ۱۴۴۶ھ کا چاند نظر نہیں آیا

نئی دہلی: ۵/اگست ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹/ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۲۴ء بروز سوموار بعد نماز مغرب اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رؤیت ہلال ماہ صفر ۱۴۴۶ھ کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے۔ مگر ملک کے اکثر حصے میں مطلع ابر آلود ہونے کے سبب کسی بھی صوبہ سے رؤیت ہلال کی مصدقہ ومستند خبر موصول نہیں ہوئی۔ بنابریں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کل بروز منگل محرم الحرام کی ۳۰ رویں تاریخ ہوگی اور مورخہ ۶/ اگست کو صفر المظفر کی پہلی تاریخ ہوگی۔ ان شاءاللہ

بیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بحسن وخوبی اختتام پذیر، قرآن کریم میں پوری انسانیت کے تمام مسائل کا حل

موجود: مولانا اصغر علی سلفی

موقر اراکین عاملہ، عمائدین جمعیت وجماعت اور اکابرین ملک وملت کا خطاب اور ان کے بدست تقسیم انعامات

دہلی، ۵/اگست ۲۰۲۴ء

قرآن کریم کی عظمت، ضرورت اور اہمیت نہ جاننے کی وجہ سے اس کے خلاف زمانۂ نزول ہی سے سازشیں ہوتی رہی ہیں لیکن یہ اس کتاب کا اعجاز ہی ہے کہ اس کی جتنی ہی مخالفت ہوتی ہے اتنا ہی اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ آج بھی اس کے خلاف لاعلمی کی وجہ سے غلط پروپیگنڈے کیے جارہے ہیں۔ لیکن اس کا الٹا اثر ہورہا ہے اور لوگوں میں اس سے متعلق تجسس بڑھ رہا ہے اور وہ اس کتاب کے مشتملات کو جاننے کے لیے بے تاب رہتے ہیں۔ ۱۱/۹ کے بعد بین الاقوامی سطح پر سب سے زیادہ جس کتاب کی ڈیمانڈ بڑھی وہ قرآن کریم ہی ہے۔ یہ مرتبہ اس کتاب کو اس وجہ سے حاصل ہوا کہ یہ انسانیت کے لیے راہ ہدایت ہے اور اس کے اندر انسانیت کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اس میں ایسا کچھ نہیں ہے جس کا پروپیگنڈہ کر کے لوگوں کو گمراہ کیا جاتا رہا ہے۔ اس کتاب کی بدولت دنیا امن وآشتی، اخوت وبھائی چارگی، قومی یکجہتی اور انسانیت نوازی کا گہوارہ بن گئی۔ قرآن کریم کتاب ہدایت اور قوم وملت کے لیے عظیم سرمایہ ہے۔ اس کی انسانیت نواز تعلیمات کو عام کرنے کی آج کے اس پرفتن دور میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہم نے اس کے ذریعہ اس ملک کی بے مثال خدمت انجام دی ہے۔ اس کے ذریعہ امن وآشتی، اخوت وبھائی چارہ کو فروغ حاصل ہوگا۔ آپسی منافرت، تشدد پسندی اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔ وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بیسویں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمارہے تھے۔

امیر محترم نے شرکائے مسابقہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج آپ جس مقام پر ہیں اور آپ کی جو عزت افزائی ہورہی ہے، وہ قرآن ہی کی بدولت ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرلینا یا اس کو حفظ کرلینا سعادت کی بات ہے مگر اس کو اپنی رگ وپے میں بسانے اور اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے ہی سے اس کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ آپ حضرات اپنے مقام ومرتبے کو پہچانیں۔ قرآن کریم کے حقیقی پیغام کو آپ اسی صورت میں دنیا تک پہنچاسکتے ہیں جب کہ آپ خود اس پر عمل کریں اور اعلیٰ کردار کے حامل بنیں اس راستے میں مشکلات آسکتی ہیں لیکن ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

آپ نے جو محنت کی ہے اس کا صلہ آپ کو ضرور ملے گا۔ آپ لوگوں نے اپنے سینوں میں قرآن کریم کی دولت کو محفوظ کیا ہے اس کے لیے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں آپ کو، آپ کے والدین کو، آپ کے اساتذہ کو اور محسنین مدارس کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی محنت ولگن سے آپ نے یہ مقام حاصل کیا ہے اور یہ ان کی نئی نسل کے تئیں فکر مندی کا ثبوت ہے۔ ہم جملہ ذمہ داران جمعیت آپ تمام شرکاء مسابقہ وحکم حضرات کا شرکت کے لیے تہہ دل سے شکر گذار ہیں اور بارگاہ رب العزت والجلال میں دعاگو ہیں کہ وہ ہم سب کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے اور کما حقہ اس کی خدمت انجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے اپنے خطاب میں کہا کہ عزیز طلبہ کے لیے آج جو یہ بزم سجی ہے وہ قرآن کریم کی نسبت سے سجائی گئی ہے۔ اس سے جس کو بھی نسبت ہوئی وہ عظیم بن گیا، جس امت پر نازل ہوئی وہ خیر امت بن گئی اور جو بھی اس سے وابستہ ہوا اسے بلندیاں نصیب ہوئیں۔ قرآن پڑھا ہوا، معاشرہ میں معمولی سمجھا جانے والا شخص بھی جب امامت کرتا ہے تو سماج کے بڑے بڑے لوگ اور لیڈران اس کی اقتدا کرتے ہیں۔ میں دل کی گہرائیوں سے امیر محترم کو اس پروگرام کے انعقاد کے لیے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وہ جس ہمت وحوصلہ سے جماعت کو آگے بڑھارہے ہیں وہ قابل صد افتخار ہے۔ اللہ انہیں مزید قوت عطا کرے۔

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کے صدر مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اس پروگرام میں شرکت کا موقعہ عنایت فرمایا اس کے لیے میں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں اور اس بامقصد پروگرام کے انعقاد کے لیے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ جو مسابقہ ہورہا ہے یہ تقابلی مطالعہ ہے۔ ہم نے اس طرح کا کام ماضی میں نہیں کیا۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پروفیسر اختر الواسع نے سب سے پہلے پروگرام میں دعوت شرکت پر مرکزی جمعیت کے ذمہ داران خصوصاً امیر مرکزی جمعیت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ قرآن کریم عظیم کتاب ہے۔ یہ دلوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ منزل من اللہ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ جس شخصیت پر نازل ہوا اس کو بھی اس میں ایک نقطہ بدلنے کا حق نہ تھا۔ قرآن کریم کا عربی زبان پر یہ احسان عظیم ہے کہ وہ اس کی بدولت جنتیوں کی زبان بن گئی۔ مبارکباد کے مستحق ہیں ذمہ داران جمعیت جو گذشتہ بیس سالوں سے اس کا انعقاد کررہے ہیں۔

جریدہ ترجمان کے ایڈیٹر مولانا خورشید عالم مدنی نے کہا کہ آسمانی کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح اور معتبر اور سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہے۔ یہ انسانیت کے نام اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے۔ اگر آپ کا رشتہ اس سے مضبوط ہے تو آپ کامیاب ہیں۔ اس رشتہ کو مضبوط کرنے کے لیے اس پروگرام کے روح رواں مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مسلم مجلس مشاورت کے صدر فیروز احمد نے پروگرام کے انعقاد پر اپنی خوشی

ومسرت کا اظہار کیا اور امیر مرکزی جمعیت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو اس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی جن کی قیادت میں یہ جمعیت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کے قیم جناب ملک معتصم صاحب نے سب سے پہلے اس مسابقہ کے انعقاد کے لیے مرکزی جمعیت کی قیادت کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہمارے ایمان اور دینی زندگی کی سب سے اہم چیز ہے۔قرآن کریم کے مسابقہ کے بارے میں جان کر بے حد خوشی ہوئی۔ یہ انسانیت کا رہبر ورہنما ہے۔اس کتاب سے جس نے بھی رشتہ جوڑا وہ کامیاب ہوا۔ہمیں اس کے ذریعہ امت کی تعمیر کرنی ہے۔

جماعت کے بزرگ عالم دین شیخ احمد مجتبیٰ سلفی نے کہا کہ بغیر قرآن کریم حفظ کیے عالم بننا بغیر نمک کے کھانے کے مترادف ہے۔اس لیے ہر عالم دین کو قرآن کریم حفظ کرنا چاہیے۔انہوں اس پروگرام سے منسلک سبھی کو مبارکباد پیش کی۔

شیخ صلاح الدین مقبول سرپرست مرکزی جمعیت نے شرکاء مسابقہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بڑے شرف کی بات ہے کہ آپ نے قرآن کریم کو حفظ کیا ہے آپ کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔آپ اپنی اہمیت کو سمجھیں۔ قرآن کی اہمیت کو سمجھیں۔دنیا کے بڑے بڑے لوگ اس کی ایک آیت کو سن کر مشرف باسلام ہوگیے۔دعا کریں اللہ تعالیٰ اس جمعیت کی قیادت کو ہمیشہ سرسبز وشاداب رکھے۔

جمعیت کے سرپرست ڈاکٹر عبدالرحمٰن پریوائی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نصیحت وموعظت اور اعلیٰ اخلاق کی تعمیر کے لیے اتارا ہے۔قرآن فہمی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آپ قرآن کی زبان کو سمجھیں۔مرکزی جمعیت اس بات کا اہتمام کرے مدارس طلبہ کو عربی سے عربی میں تعلیم دیں اور اس کے رجحان کو پروان چڑھایا جائے۔

نمائندہ حکم حضرات اور استاذ دارالعلوم وقف دیوبند علاء الدین قاسمی نے اپنے نمائندہ خطاب میں کہا کہ پروگرام میں شرکت کرنے والے تمام طلبہ ان کے اساتذہ ومدارس نیز ان کے والدین قابل مبارکباد ہیں۔میں صمیم قلب سے جمعیت کی قیادت خصوصا امیر مرکزی جمعیت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ایک ماہ قبل ہی مہتمم دارالعلوم وقف جانشین خطیب الاسلام محترم مولانا سفیان قاسمی دامت برکاتھم نے دعوت ملنے پر مجھے شرکت کی تاکید فرمائی تھی۔میں اس مسابقہ کا حکم بنائے جانے پر ذمہ داران کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔یہ مرکزی جمعیت کی اعتدال پسندی کی دلیل ہے کہ وہ ہر مکتب فکر کے حکم حضرات وطلبہ کو اس مسابقہ میں شرکت کا موقعہ دیتی ہے۔جو بھی لوگ شریک ہوئے ان کے قیام وطعام کا انتظام بہت اچھا تھا۔اللہ اس اخلاص کو قبول فرمائے۔

علاوہ ازیں سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی حافظ شکیل احمد میرٹھی، ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث تامل ناڈو مولانا عبدالواحد مدنی، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش مولانا فضل الرحمٰن عمری، ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں کشمیر جناب عبدالحلیم وانی، استاذ جامعہ رحمانیہ ممبائی مولانا عبدالحکیم مدنی، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث اڈیشہ مولانا طٰہٰ سعید خالدی، ایڈیٹر ماہنامہ اصلاح سماج حافظ طاہر، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش مولانا عبدالقدوس عمری، ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹرا سرفراز سلفی، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند واستاذ جامعہ ابی ہریرہ لال گوپال گنج مولانا ریاض احمد سلفی، امیر شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد، سکندرآباد مولانا شفیق عالم جامعی، مفتی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند شیخ جمیل احمد مدنی، نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی مولانا ابراہیم مدنی، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال مولانا شمیم اختر ندوی، ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان جناب عبدالحفیظ رانڈڑ، نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث وامیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار مولانا محمد علی مدنی، ممبائی کے مولانا منظر احسن سلفی، ہریانہ کے مولانا خورشید عالم محمدی، نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند حافظ عبدالقیوم، قاری افروز عالم قاسمی نے بھی اپنے تاثراتی کلمات پیش کیے، بیسویں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

مسابقہ کے اختتامی پروگرام کا آغاز قاری شہنواز انجم استاذ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئوناتھ بھنجن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ صدارت امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے کی اور نظامت کے فرائض صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے ناظم مولانا شہاب الدین مدنی نے انجام دیئے۔پروگرام کے دوران ہی مسابقہ کے پانچ زمروں کے اول پوزیشن لانے والے شرکاء نے اپنی بہترین آواز میں قرأت کے نمونے پیش کیے اور حاضرین کو اپنی قرأت سے محظوظ کیا۔

مسابقہ میں امتیازی پوزیشن لانے والے سبھی چھ زمروں کے جملہ شرکاء کو نقد انعام، بیش قیمت کتابوں کا تحفہ اور توصیفی اسناد سے نوازا گیا۔ اس مسابقہ میں ہندوستان کے طول وعرض سے تقریباً پانچ سو طلبہ متعدد اداروں کی نمائندگی کرتے ہوئے شریک ہوئے۔جن کو سند حضور کے ساتھ تشجیعی انعام گھڑی وکتب بھی دی گئیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے خازن الحاج وکیل پرویز نے آخر میں جملہ شرکاء مسابقہ، حکم حضرات، طلباء، مقررین، مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا اور رات گیارہ بجے اس روحانی محفل کا اختتام عمل میں آیا۔واضح ہو کہ اختتامی پروگرام گزشتہ کل بعد نماز مغرب جامع مسجد اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں ذمہ داران مرکزی جمعیت اہل حدیث وصوبائی جمعیات، ارکان مجلس عاملہ مرکزی جمعیت، شرکاء مسابقہ، حکم حضرات، ذمہ داران ملی تنظیمات، وشہر کے معززین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدر پور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292